تجلّی المشکوٰۃ

تصنیف لطیف

مجددِ مائۃ حاضرہ اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی

مکتبۂ نبویّہ ○ لاہور

قیمت نوے پیسے

زکوٰۃ کے تفصیلی اور محقق مسائل کا گنجینہ

تجلی المشکوٰۃ لانارۃ اسئلۃ الزکوٰۃ

از
افادات

امام اہلسنت مجدد ملت اعلحضرت مولانا مفتی شاہ محمد احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ

بار دوم ۵ ہزار (مطبوعہ:- ایور گرین پریس لاہور) بلا قیمت

marfat.com

مسئلہ از گونڈہ بہرائچ محلہ چھاؤنی مکان مولوی مشرف علی صاحب
مرسلہ حضرت سید حسین حیدر میاں صاحب دامت برکاتہم

۱۳ جمادی الاول ۱۳۰۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین لطف اللہ بہم اجمعین، ان مسائل میں۔

مسئلہ اولیٰ

زکوٰۃ بتدریج دی جائے یا یکمشت دینے میں کیا نقصان ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اگر زکوٰۃ پیشگی ادا کرتا ہے یعنی ہنوز حولان حول نہوا کہ وجوب ادا ہو جاتا خواہ یوں کہ ابھی نصاب نامی فارغ عن الحوائج کا مالک ہوئے سال تمام نہ ہوا یا یوں کہ سال گذشتہ کی دے چکا ہے اور سالِ رواں ہنوز ختم پر نہ آیا تو جب تک انتہائے سال نہو بلاشبہ تفریق و تدریج کا اختیار کامل رکھتا ہے جس میں اصلاً کوئی نقصان نہیں کہ حولانِ حول سے پہلے زکوٰۃ واجب الاداء نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے شرط افتراض ادائہا حولان الحول وھو فی ملکہ تو ابھی شرع اس سے تقاضا ہی نہیں فرماتی یکمشت دینے کا مطالبہ کہاں سے ہوگا یہ پیشگی دینا تبرع ہے۔ ولا جبر علی المتبرع وھذا ظاہر جدا۔ اور اگر سال گزر گیا اور زکوٰۃ واجب الاداء ہو چکی تو اب تفریق و تدریج ممنوع ہوگی بلکہ فوراً اتمام و کمال زر واجب الاداء ادا کرے کہ مذہب صحیح و معتمد و مفتٰی بہ پر ادائے زکوٰۃ کا وجوب فوری ہے جس میں تاخیر باعثِ گناہ۔ ہمارے ائمہ ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کی تصریح ثابت رواہ الفقیہ ابو جعفر عن الامام الاعظم و ذکرہ ابو یوسف فی الامالی کما فی الخلاصہ وفی منتقی الامام ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم

marfat.com

الشہید رحمہ اللہ تعالیٰ علیٰ ما نقل القہستانی عن المحیط انہ علی الفور عندہما وعن محمد لاتقبل شہادۃ من اخرہ فہذا ظاہر فی انہ ہو المذہب المروی عن الشیخین فی ظاہر الروایۃ۔ فتح القدیر میں ہے یلزم بتاخیرہ من غیر ضرورۃ الاثم کما صرح بہ الکرخی والحاکم الشہید فی المنتقی وہو عین ماذکرہ الفقیہ ابو جعفر عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ یکرہ ان یؤخرہا من غیر عذر فان کراہۃ التحریم ہی المحمل عند الاطلاق اسمہا عندہم وکذا عن ابی یوسف وعن محمد ترد شہادتہ بتاخیر الزکوٰۃ لان الزکوٰۃ حق الفقراء فقد ثبت عن الثلثۃ وجوب فوریۃ الزکوٰۃ اھ ملخصًا فتاوی امام قاضی خاں میں ہے ہل یأثم بتاخیر الزکوٰۃ بعد التمکن ذکر الکرخی انہ یاثم وہکذا ذکر الحاکم الشہید فی المنتقی وعن محمد ان من اخر الزکوٰۃ من غیر عذر لاتقبل شہادتہ وروی ہشام عن ابی یوسف لایاثم اھ ملخصا **قلت** فقد قدم التاثیم ومایقدمہ فہو الراجح الاظہر الاشہر عندہ کما نص علیہ بنفسہ ویکون ہو المعتمد کما صرح بہ الطحطاوی والشامی وغیرہما وکذا قدمہ فی الہدایۃ والکافی۔ فتاوی عالمگیریہ میں ہے یجب علی الفور عند تمام الحول حتی یاثم بتاخیرہا من غیر عذر وفی روایۃ الرازی علی التراخی حتی یاثم عند الموت والاول اصح کذا فی التہذیب جواہر اخلاطی میں ہے یجب الزکوٰۃ علی الفور حتی یاثم بتاخیرہ بلاعذر وقیل علی التراخی والاول اصح اھ ملخصًا مجمع الانہر میں ہے قال محمد لاتقبل شہادۃ من لم یؤد زکوٰۃ وہذا یدل علی الفور کما قال الکرخی وعلیہ الفتوی۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے (وقیل فوری) ای واجب علی الفور (وعلیہ الفتوی) کما فی شرح الوہبانیۃ (فیاثم بتاخیرہا) بلا عذر (وترد شہادتہ) لان الامر بالصرف الی الفقیر معہ قرینۃ الفور وہی انہ لدفع حاجتہ وہی معجلۃ فمتی لم تجب علی الفور لم یحصل المقصود من الایجاب علی وجہ التمام وتمامہ فی الفتح اھ **اقول** فاذا کان ہذا ہو قضیۃ الدلیل والالصق بمقصد الشرع الجلیل و ہو الاحوط

فی الدین و الادفع لکید الشیاطین والانفع لفقراء المسلمین و قد جزم بہ المولی فقیہ النفس قاضی الامۃ و صححہ من مر و یاتی من کبار الائمۃ وقد ثبت عن ساداتنا الثلثۃ مالکی الازمۃ وقد نص کثیرون ان علیہ الفتوی و معلوم ان ھذا اللفظ اکد واقوی فعلیہ فلیکن التعویل والاعتماد وان حکی التراخی ایضا عن الثلثۃ الامجاد و صححہ الباقلانی والتاتارخانی **بل** قال المولی المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر ما ذکر ابن شجاع من اصحابنا ان الزکوٰۃ علی التراخی یجب حملہ علی ان المراد بالنظر الی دلیل الافتراض ای دلیل الافتراض لا یوجبھا وھو لاینفی وجود دلیل الایجاب اھ قال العلامۃ السید احمد المصری فی حاشیۃ الدر المختار اختار الکمال ان الزکوٰۃ فریضۃ و فوریتھا واجبۃ ویصلح ھذا توفیقا بین القولین اھ **قلت** وقد ظھر لی التوفیق بان من قال بالتراخی فمرادہ ان وقتہ العمر فتکون اداء متی ادی و ان اثم بالتاخیر ومن قال بالفور اراد انہ یاثم بالتاخیر وان لم یصر بہ قضاء ولابدع فی ذلک فان الحج فوری علی الراجح مع الاجماع علی انہ لو تراخی کان اداء و نظیرہ سجدۃ التلاوۃ وجوبھا فوری عند ابی یوسف و متراخ عند محمد وھو المختار کما فی النھر والامداد والدر المختار و اذا اداھا بعد مدۃ کان مؤدیا اتفاقا لا قاضیا کما فی النھر الفائق وغیرہ **اقول** لکن یخدش التوفیقین ما قدمنا عن الخانیۃ حیث فرض المسئلۃ فی التاثیم ونص روایۃ ھشام عن ابی یوسف لا یاثم فلابد من ابقاء الخلاف و ترجیح الراجح او یقال ان ھشاما انما سمع التراخی فنقل ھو او من روی عنہ بالمعنی علی ما فھم و لعل فیہ بعد ایعرف و ینکر فلیتدبر واللہ تعالی اعلم۔ بلکہ ہمارے بہت ائمہ نے تصحیح فرمائی کہ اس کی ادا میں دیر کرنے والا مردود الشھادۃ ہے یہی منقول ہے محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالی سے کما ھو عن الفتح والخانیۃ و مجمع الانھر ومثلہ فی خزانۃ المفتین و فی شرح النقایۃ عن المحیط وفی جواھر الاخلاطی بہ جزم

marfat.com

فی التنویر والدر کما سمعت ونقل الامام الخاصی وصاحب المضمرات شرح القدوری والطحطاوی والشامی وغیرہم عن الامام قاضیخان ان علیہ الفتوی وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالٰی **اقول** وقول من قال ترد شہادتہ یؤیدنا کما لا یخفی ومن قال لا فقولہ لا یخالفنا اذ لیس کل ما یترجح فیہ الاثم وان صغیرۃ مما یرد بہ الشہادۃ کما لیس یخف علی من طالع کتاب الشہادۃ اور شک نہیں کہ تدریج میں اگر کل کی تاخیر نہ ہوتی تو بعض کی ضرور ہوگی حالانکہ اُس پر واجب تھا کہ کل مطالبہ فی الفور ادا کرے لان الایجاب الفوری انما ہو للکل لا البعض وھذا ظاہر جدا **ثم** فی معنی الفور ھھنا بحث للعلامۃ الشامی قدس سرہ السامی حیث قال قولہ فیأثم بتاخیرہا الخ ظاہرہ الاثم بالتاخیر ولو قل کیوم اویومین لانھم فسروا الفور باول اوقات الامکان وقد یقال المراد ان لا یؤخر الی العام القابل لما فی البدائع عن المنتقی بالنون اذا لم یؤد حتی مضی حولان فقد اساء واثم اھ فتامل اھ **اقول** لا یخفی ان ھذا القول المعتمد منقول فی عامۃ الکتب بلفظ الفور وعدم التاخیر وانما معناہ کما نصوا علیہ واقد تم انتم ھو الاتیان فی اول اوقات الامکان فالتقیید بعدم التاخیر عاما تغییر لا تفسیر ویظہر لی ان قضیۃ الدلیل ایضا تخالفہ فان العلماء کالامام فقیہ النفس والامام المحقق علی الاطلاق والامام حسین بن محمد السمعانی صاحب خزانۃ المفتین والعلامۃ برھان الدین ابی بکر بن ابراہیم الحسینی صاحب جواہر الاخلاطی وغیرہم رحمہم اللہ تعالٰی ذکروا التعلیل تفرقۃ محمد بایجاب الزکوٰۃ علی الفور والحج متراخیا بان الزکوٰۃ حق الفقراء فیأثم بتاخیر حقہم بخلاف الحج فانہ خالص حق المولی سبحانہ وتعالٰی وانت تعلم ان حق العبد بعد وجوب الاداء والتمکن منہ لا یتاخر اصلا الا تری ان الاجل اذا حل فمطل الغنی ظلم وان قل وکذا ما حقق المولی المحقق حیث اطلق من ان مع النص

marfat.com

قرینۃ الفور وھو الشرع لدفع حاجۃ الفقراء وھی معجلۃ یدل علی الفور الحقیقی ولا یتفاوت التسویف بعام و اعوام فی عدم حصول المقصود علی وجہ التمام لاجرم ان قال فی مجمع الانہر بعد ذکرہ الفتوی علی فوریۃ الزکوٰۃ معنے یجب علی الفور انہ یجب تعجیل الفعل فی اول اوقات الامکان اھ وقد سمعت نص الخانیۃ اذ قال ھل یاثم بتاخیر الزکوٰۃ بعد التمکن الخ وقال فی خزانۃ المفتین یاثم بتاخیر الزکوٰۃ بعد التمکن ومن اخر من غیر عذر لاتقبل شہادتہ لان الزکوٰۃ حق الفقراء فیاثم بتاخیر حقھم اھ ملخصًا فہذہ نصوص صرائح وما فی المنتقی مفہوم والصریح مقدم علی المفہوم مع انہ ھو الذی یقضی بہ الدلیل فحق ان یکون علیہ التعویل نعم لا عذر فی تقیید رد الشہادۃ بمرور المدۃ فان دلیل الفور ظنی والثابت بہ الوجوب فترکہ صغیرۃ لاترد بہ الشہادۃ الابعد الاصرار ولابد لذلک من مرور مدۃ کما افادہ البحر فی مسئلۃ تاخیر الحج واللہ تعالٰی اعلم - پھر بعد وجوب ادا تدریج کی مضرت اظہر من الشمس کہ مذہب صحیح پر ترک فور کرتے ہی گنہگار ہوگا اور مذہب تراخی پر بھی تدریج نامناسب کہ تاخیر میں آفات ہیں وقال تعالٰی سارعوا الی مغفرۃ من ربکم وقال تعالٰی فاستبقوا الخیرات ظاہر ہے کہ وقت موت معلوم نہیں ممکن کہ پیش از ادا آجائے تو بالاجماع گنہگار ہوگا فان کل موسع یتضیق عند الموت کما نصوا علیہ ولذا صرح القائلون بتراخی الوجوب انہ یاثم عند الموت کما قدمنا اسی طرح تدریج میں اور دقتیں بھی محتمل کما لایخفی علی خادم لفقہ - اور مالی وجانی حوادث سے محفوظ بھی رہا تو نفس پر اعتماد کیسے ہے فان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم ممکن کہ بہکادے اور آج جو قصد ادا ہے کل یہ بھی نہ رہے سیدنا وابن سیدنا امام ابن الامام کریم ابن الکرام حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک قبائے نفیس بنوائی، طہارت خانے میں تشریف لے گئے وہاں خیال آیا کہ اسے راہِ خدا میں دیجئے فورًا

خادم کو آواز دی، قریبِ دیوار حاضر ہوا حضور نے قبائے معلےٰ اتار کر دی کہ فلاں محتاج کو دے آ۔ جب باہر رونق افروز ہوئے خادم نے عرض کی اس درجہ تعجیل کی وجہ کیا تھی فرمایا کیا معلوم کہ باہر آتے آتے نیت میں فرق آ جاتا۔ سبحان اللہ یہ ان کی احتیاط ہے جو اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ کی آغوش میں پلے اور اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ کے دریا میں نہائے دُھلے صلی اللہ تعالیٰ علی ابیھم الکریم الاکرم وعلیھم اجمعین وبارک وسلّم۔ پھر ہم کہ سخرۂ دست شیطان ہیں کس امید پر بے خوف و مطلق العنان ہیں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ میرے نزدیک چند باتیں لوگوں کو تدریج پر حامل ہوتی ہیں کبھی یہ خیال کہ الاہم فالاہم میں صرف کریں یعنی جس وقت جس حاجتمند کو دینا زیادہ مناسب سمجھیں اُسے دیں۔ کبھی یہ، کہ سائل بکثرت آتے ہیں یہ چاہتا ہے مال زکوٰۃ اُن کے لئے رکھ چھوڑے کہ وقتاً فوقتاً دیا کرے کبھی یکمشت دینا ذرا نفس پر بار ہے اور تھوڑا تھوڑا نکلتا جائے گا تو معلوم نہ ہوگا۔ جنہیں یہ خیال ہو اُن کے لئے یہی راہ ہے کہ زکوٰۃ پیشگی دیا کریں مثلاً ماہ مبارک رمضان میں ان پر حولان حول ہوتا ہے تو رمضان سنہ کے لئے شوال سنہ سے دینا شروع کریں اور ختم سال تک بتدریج حسبِ رائے و مصلحت دیتے رہیں کہ اس میں اُن کے مقاصد بھی حاصل ہوں گے اور تدریج مذموم وممنوع سے بھی بچیں گے واللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم۔

—

marfat.com

مسئلہ ثانیہ

زید کے پاس زیور ہے وہ اسکی زکوٰۃ دیتا ہے آئندہ کو زیور زیادہ ہو تو کس حساب سے زکوٰۃ زیادہ کیا جائے بینوا توجروا۔

الجواب شریعت مطہرہ نے سونے چاندی کی نصاب پر کہ حوائج اصلیہ سے فارغ ہو خواہ وہ روپیہ اشرفی ہو یا گہنا یا برتن یا ورق یا کوئی شے حولان حول قمری کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں مقرر فرمایا ہے۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے اور چاندی کا ساڑھے باون تولے پھر نصاب کے بعد جو کچھ نصاب مذکور کے پانچویں حصہ تک نہ پہنچے معاف ہے اس پر کچھ واجب نہیں ھذا ھو مذھب صاحب المذھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو الصحیح کما فی التحفۃ ثم مجمع الانھر جب خمس کامل ہو جائے اُس پر پھر اس خمس کا چالیسواں حصہ فرض ہوگا یوں ہی ایک خمس سے دوسرے تک عفو اور ہر خمس کامل پر اس کا ربع عشر مثلاً ایک شخص کے پاس ۷۔ تولہ سونا ہے اس پر ۲ ماشہ سونا زکوٰۃ میں دینا ہے اور اگر ۱۰ تولہ سے کم اس پر زائد ہے مثلاً ایک رتی کم ۹ تولہ ہے جب بھی وہی ۲ ماشہ ۲ سرخ واجب ہے یہ رتی کم ۱۰ تولہ معاف ہے ہاں اگر پورا ۶ ماشہ تولہ کہ خمس نصاب ہے اور ہو تو اس کا بھی ربع عشر یعنے ۳ ۳/۵ سرخ اور واجب ہوگا کل ۹ تولہ پر ۲ ماشہ ۵ ۳/۵ سرخ ہے پھر ۱۰ تولہ پورے ہونے تک کچھ نہ بڑھے گا جب ۱۰ تولہ ۶ ماشہ کامل ہو وہی ۳ ۳/۵ سرخ اور بڑھ کر ۳ ماشہ ۱/۵ ۳ سرخ واجب الادا ہوگا وعلی ہذا القیاس۔ اسی طرح جس کے پاس ۵۲ تولہ ۶ ماشہ چاندی ہے اس پر ۱ تولہ ۳ ماشہ ۶ سرخ چاندی واجب ہے اور جب تک ۱۰ تولہ چاندی کہ خمس نصاب ہے نہ بڑھے یہی واجب رہے گا جب ۶۳ تولہ کامل ہو جائے تو اس ۱۰ تولہ کا ۱/۴۰ یعنی ۳ ماشہ ۱/۵ ۱ سرخ اور زائد ہوکر ۱ تولہ ۶ ماشہ ۷ ۱/۵ سرخ دینے ہونگے پھر ۷۳ تولہ ۶ ماشہ کے قریب تک یہی دینا ہے جب ۷۳۔ تولہ پورے ہوں تو وہی ۱/۴۰ کا

بلہ اضافہ ہو کر ۱ تولہ ۱۰ ماشہ ۲/۵ سرخ کا وجوب ہوگا وعلیہ قس در مختار میں ہے نصاب الذھب عشرون مثقالا والفضۃ مائتا درھم کل عشرۃ دراھم وزن سبعۃ مثاقیل والمعتبر وزنھما اداءً ووجوبًا لاقیمتھما واللازم فی مضروب کل منھما ومعمولہ ولو تبرا اوحلیًا مطلقا مباح الاستعمال اولا ربع عشر وفی کل خمس بضم الخاء بحسابہ ففی کل اربعین درھما درھم وفی کل اربعۃ مثاقیل قیراطان وما بین الخمس الی الخمس عفو وقالا ما زاد بحسابہ وھی مسئلۃ الکسور اھ ملخصًا پھر جو شخص مالکِ نصاب ہے اور ہنوز حولان حول نہ ہوا کہ سال کے اندر ہی کچھ اور مال اسی نصاب کی جنس سے خواہ بذریعۂ ہبہ یا میراث یا شرا یا وصیت یا کسی طرح اس کی مِلک میں آیا تو وہ مال بھی اصل نصاب میں شامل کر کے اصل پر سال گزرنا اُس سب پر حولان حول قرار پائے گا اور یہاں سونا چاندی تو مطلقاً ایک ہی جنس ہیں خواہ اُن کی کوئی چیز ہو اور مالِ تجارت بھی انہیں کی جنس سے گِنا جائے گا اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ آخر اُس پر زکوٰۃ یوں ہی آتی ہے کہ اُس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگا کر انہیں کے نصاب سے دیکھی جاتی ہے تو یہ سب مال زر و سیم ہی کی جنس سے ہیں اور وسط سال میں حاصل ہوئے تو ذہب و فضہ کے ساتھ شامل کر دئے جائیں گے بشرطیکہ اس کے ملانے سے کسی مال پر سال میں دو بار زکوٰۃ نہ لازم آئے پھر ملانے کے بعد عفو و ایجاب کے وہی احکام ہیں جو اوپر گزرے۔ مثلاً ایک شخص یکم محرم [illegible] کو ۳۰ تولے سونے کا مالک ہوا اور اُس کے سوا جنس زر و سیم سے اور کوئی چیز اُس کی مِلک نہیں تو اُس پر ۹ ماشہ سونا زکوٰۃ میں فرض ہے کہ سلخ ذی الحجہ [illegible] کو واجب الادا ہوگا۔ ہنوز سال تمام نہ ہوا کہ مثلاً یکم رجب کو ایک تولہ اور یکم ذی الحجہ کو دو تولہ سونا اسے اور ملا۔ اب کل ۳۳ تولہ سونا ہو گیا تو سلخ ذی الحجہ کو اس مجموع کی زکوٰۃ ۹ ماشہ ۱/۵ سرخ سونا واجب الادا ہوگا۔ گویا اس سب پر سال گزر گیا۔ اگرچہ واقع میں اس ایک تولے کو ششماہی مہینے اور اس دو تولے کو ایک ہی مہینہ گزرا ہے اور اگر اس تولہ بھر کے بعد اور نہ ملا کہ سال تمام پر صرف ۳۱ تولہ تھا تو وہی ۹ ماشہ واجب رہیں گے کہ نصاب کے بعد خمس پورا ہونے تک زیادت معاف ہے اسی طرح اگر تین تولہ سونا تو نہ ملا مگر ۲۰ ذی الحجہ کو اُس نے اپنی زمین یا غلے یا اثاث البیت کے عوض اس قدر مالِ تجارت خریدا جس کی

marfat.com

قیمت ۳ تولے سونے تک پہنچی تو اگرچہ اسے ملک میں آئے ابھی دس ہی دن گزرے مگر مجموع ۲۳ تولے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہاں اگر اس کے پاس مثلاً ایک نصاب بکریوں، اور ایک دراہم کی تھی اس نے دراہم کی زکوٰۃ ادا کردی اور اُن کے عوض اور بکریاں لیں ان نئی بکریوں کے لئے آج سے سال شمار کیا جائے گا اگلی بکریوں سے ضم نہ کریں گے کہ آخر یہ اُسی روپے کے بدل ہیں جس کی زکوٰۃ اس سال کی بابت ادا ہو چکی اب اگر انہیں نصاب شاۃ میں ملاتے ہیں تو ایک مال پر ایک سال میں دو بار زکوٰۃ لازم آئی جاتی ہے اور یہ جائز نہیں۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے المستفاد ولو بھبۃ (او شراء او میراث او وصیۃ اھ ش) وسط الحول یضم الی نصاب من جنسہ (مالم یمنع منہ مانع وھو الثنی المنفی بقولہ صلی اللہ تعالی علیہ ولا ثنی فی الصدقۃ اھ ش) فیزکیہ بحول الاصل ولو ادی زکوٰۃ نقد ثم اشتری بہ سائمۃ لا تضم (الی سائمۃ عندہ من جنس السائمۃ التی اشتراھا بذلک النقد المزکی ای لا یزکیھا عند تمام حول السائمۃ الاصلیۃ عند الامام للمانع المذکور اھ ش) اھ بالتلخیص وفی ش ایضا احد النقدین یضم الی الاٰخر وعروض التجارۃ الی النقدین للجنسیۃ باعتبار قیمتھا بحر اھ ملخصًا واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

marfat.com

مسئلہ ثالثہ

اگر آئندہ زیور کم ہو جائے تو کس حساب سے کمی کی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب زکوٰۃ صرف نصاب میں واجب ہوتی ہے نہ عفو میں مثلاً ایک شخص آٹھ تولے سونے کا مالک ہے تو ۲ ماشہ سونا کہ اُس پر واجب ہوا وہ صرف ۷۔ تولے کے مقابل ہے نہ پورے آٹھ تولے کے کہ یہ چھ ماشہ جو نصاب سے زائد ہے عفو ہے یوں ہی اگر ۱۰ تولہ کا مالک ہو تو زکوٰۃ صرف ۹ تولہ یعنی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس کے مقابل ہے دسواں تولہ معاف۔ ملتقی الابحر میں ہے الزکوٰۃ تتعلق بالنصاب دون العفو فلو هلك بعد الحول اربعون من ثمانين شاة تجب شاة كاملة اھ ملخصاً در مختار میں ہے لا فی عفو وھو مابین النصب فی کل الاموال پس اگر نقصان مقدار عفو سے تجاوز نہ کرے یعنی اسی قدر مال کم ہو جائے جتنا عفو تھا مثلاً مثال اول میں ۶ ماشہ اور دوم میں ایک تولہ جب تو اصلاً قابل لحاظ نہیں کہ اس قدر پر تو پہلے بھی زکوٰۃ نہ تھی کل واجب بمقابلۂ مال باقی تھا وہ اب بھی باقی ہے تو زکوٰۃ اُسی قدر واجب اور کمی نظر سے ساقط کما مثل له فی المنتقی اور اگر مقدار عفو سے متجاوز ہو یعنی اُس کے باعث کسی نصاب میں نقصان آئے خواہ یوں کہ مال میں جس قدر عفو تھا نقصان اُس سے زائد کا ہوا جیسے امثلۂ مذکورہ میں دو تولے یا یوں کہ ابتدائے مال صرف مقادیر نصاب پر تھا عفو رے سے تھا ہی نہیں جیسے ۱۵ یا ۳۰ یا ۱۵۰ تولے سونا کہ اس میں سے رتی چاول جو کچھ گھٹے گا کسی نہ کسی نصاب میں کمی کرے گا ایسا نقصان دو حال سے خالی نہیں یا حولان حول سے پہلے ہے یا بعد **برتقدیر اول** دو حال سے خالی نہیں یا تو سال تمام پر رقم نصابہائے پیشین پھر پوری ہو گئی یا نہیں اگر پوری ہو گئی تو یہ نقصان بھی اصلاً

marfat.com

نقصان نہ ٹھہرے گا اور اُس مجموعہ رقم پر حولان حول سمجھا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص یکم محرم ۷ھ کو پندرہ تولہ سونا کا مالک تھا بعدہ اس میں سے کسی قدر قلیل خواہ کثیر ضائع ہو گیا یا صرف کر دیا یا کسی کو دے ڈالا اور تھوڑا سا اگرچہ بہت خفیف باقی رہا پھر جس قدر کم ہو گیا تھا سلخ ذی الحجہ سے پیشتر اگرچہ ایک ہی دن پہلے پھر آگیا تو پورے پندرہ تولہ یعنی دو نصاب کامل کی زکوٰۃ دینی ہوگی کہ ایک مثقال سونا ہے یوں ہی اگر مثلاً آٹھ تولے سونے کا مالک ہے اور وسط میں تولہ بھر گھٹ گیا کہ نصاب بھی پوری نہ رہی ختم سال سے پہلے چھ سات ماشے مل گیا تو وہی زکوٰۃ تمام و کمال لازم آئے گی کہ چھ ماشے جو عفو تھا جس طرح اُس کے ہلاک کا اعتبار نہیں یوں ہی بعد ہلاک اس کا عود درکار نہیں صرف اس قدر چاہیئے کہ شروع سال میں ایک یا زائد جتنی نصابوں کا مالک ہوا تھا ختم سال پر وہ نصابیں پوری ہوں تو جس قدر زکوٰۃ کا وجوب بحالتِ استمرار ہوتا اُسی قدر پوری واجب ہوگی اور نقصان درمیانی پر نظر نہ کی جائے گی ہاں اتنا ضرور ہے کہ اصل مال سے کوئی پارہ محفوظ رہے سب بالکل فنا نہ ہو جائے ورنہ مِلک اوّل سے شمار سال جاتا رہے گا اور جس دن مِلک جدید ہوگی اُس دن سے حساب کیا جائے گا مثلاً یکم محرم کو مالک نصاب ہوا صفر میں سب مال سفر کر گیا۔ ربیع الاوّل میں پھر بہار آئی تو اُسی مہینہ سے حول گنیں گے حساب محرم جاتا رہے گا۔ درمختار میں ہے شرط کمال النصاب فی طرفی الحول فی الابتداء للانعقاد وفی الانتہاء للوجوب فلا یضر نقصانہ بینہما فلو ھلک کلہ بطل الحول ردالمحتار میں ہے فان وجد منہ شیئا قبل الحول ولو بیوم ضم وزکی الکل اُسی میں ہے قولہ ھلک کلہ ای فی اثناء الحول بطل الحول حتی لو استفاد فیہ غیرہ استانف لہ حولا جدیدا اور اگر یہ نقصان مستمر رہا یعنی ختم سال پر وہ نصابیں پوری نہ ہوئیں تو اس وقت جس قدر موجود ہے اتنے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور وہی احکام حساب نصاب و لحاظ عفو کے اس قدر موجود پر جاری ہونگے جو جاتا رہا گویا تھا ہی نہیں

marfat.com

کہ حولانِ حول اسی مقدار پر ہُوا حتی کہ اگر یہ مقدار نصاب سے بھی کم ہے تو زکوٰۃ راساً ساقط وذلك لان الحولان شرط الوجوب فاذا نقص عن النصاب لم يجب شئ و الاوجب فيما حال عليه الحول حدیث میں ہے حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا زکوٰۃ فی مال حتی یحول علیہ الحول اخرجہ ابن ماجۃ عن ام المؤمنين الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا حاشیۂ شامی میں ہے لو استهلكه قبل تمام الحول فلا زکوٰۃ علیہ لعدم الشرط **بر تقدیر ثانی** یعنی جب مال پر سال گزر گیا اور زکوٰۃ واجب الادا ہو چکی اور ہنوز نہ دی تھی کہ مال کم ہو گیا یہ تین حال سے خالی نہیں کہ سبب کمی استہلاک ہو گا یا تصدق یا ہلاک۔ استہلاک کے یہ معنی کہ اُس نے اپنے فعل سے اُس رقم سے کچھ اتلاف کیا صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا کسی غنی کو ہبہ کر دیا اور یہاں تصدق سے یہ مراد کہ بلانیت زکوٰۃ کسی فقیر محتاج کو دے دیا اور ہلاک کے یہ معنی کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع و تلف ہو گیا مثلاً چوری ہو گئی یا زر و زیور کسی کو قرض و عاریت دئے وہ مکر گیا اور گواہ نہیں یا مر گیا اور ترکہ نہیں یا مال کسی فقیر پر دین تھا مدیون محتاج کو ابرا کر دیا کہ یہ بھی حکم ہلاک میں ہے اب **صورت اولی** یعنی استہلاک میں جس قدر زکوٰۃ سال تمام پر واجب ہولی تھی اُس میں سے ایک حبہ نہ گھٹے گا یہانتک کہ اگر سارا مال صرف کر دے اور بالکل نادار محض ہو جائے تاہم قرض زکوٰۃ بدستور ہے۔ سراجیہ و نہایہ وغیرہما میں ہے لو استهلك النصاب لا يسقط نہر الفائق و حاشیۂ طحطاوی میں ہے لو وهب النصاب لغنی بعد الوجوب ضمن الواجب وهو اصح الروايتين محیط سرخسی و عالمگیریہ میں ہے فی رواية الجامع يضمن قدر الزكوٰة وهو الاصح اور **صورت ثانیہ** یعنی تصدق میں اگر نذر یا کفارے یا کسی اور صدقۂ واجبہ کی نیت کی تو بالاتفاق اس کا حکم بھی مثل استہلاک ہے یعنی زکوٰۃ سے کچھ ساقط نہ ہو گا جو دیا اور جو باقی رہا سب کی زکوٰۃ لازم آئے گی۔ در مختار میں ہے اذا نوی نذراً او واجباً

آخر یصح ویضمن الزکوٰۃ اور اگر تطوع یا مطلق تصدق کی نیت تھی اور سب تصدق کردئے تو بالاتفاق زکوٰۃ ساقط ہوگئی - ہندیہ میں ہے من تصدق بجمیع نصابہ ولاینوی الزکوٰۃ سقط فرضہا عنہ وھذا استحسان کذا فی الزاھدی ولا فرق بین ان ینوی النفل اولم تحضرہ النیۃ اور اگر بعض تصدق کئے تو امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک جس قدر صدقہ کیا اُس کی زکوٰۃ ساقط اور باقی کی لازم۔ مثلاً دو سو درہم پر حولان حول ہوگیا اور زکوٰۃ کے پانچ درم واجب ہولئے اب اُس نے سو درم للہ دے دئے تو ان سو کی زکوٰۃ یعنی ڈھائی درم ساقط ہوگئی صرف ڈھائی دین رہے وھو روایۃ عن صاحب المذھب رضی اللہ تعالٰی عنہ کما فی الزاھدی والتتارخانیۃ وغیرھما وعن الامام ابی یوسف ایضاً کما فی القھستانی عن الخزانۃ **قلت** وبہ جزم القدوری فی مختصرہ والسمعانی فی خزانۃ المفتین عن شرح الطحاوی ولما قال الاکمل روی ان الامام مع محمد فی ھذہ المسئلۃ قال الطحطاوی عن ابی السعود عن شیخہ ان ھذا کالتصریح بارجحیتہ اھ و قد نص فی القھستانی والھندیۃ اثرین عن الزاھدی انہ الاشبہ - مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک بعض کا تصدق مطلقاً مثل استہلاک ہے کہ کسی نیت سے ہو اصلاً زکوٰۃ سے کچھ نہ گھٹے گا تو صورت مذکورہ میں اگرچہ سو روپیہ خیرات کردئے زکوٰۃ کے پانچوں درم بدستور واجب رہے یہ مذہب زیادہ قوی و مقبول و شایان قبول ہے **اقول** فقد اعتمدتہ عامۃ المتون کالوقایۃ والنقایۃ والکنز والاصلاح والملتقی والتنویر وغیرھا حتی لم یتعرض کثیر منہم لخلافہ اصلاً و اقرتہم علیہ الشروح کذخیرۃ العقبٰی والبرجندی وتبیین الحقائق والایضاح ومجمع الانھر والدر المختار وغیرھا وقدمہ قاضی خان و ابراھیم الحلبی فی متنہ وھما لایقدمان الا الاظھر الاشھر الارجح کما نصا علیہ فی خطب الکتابین

وکذا قدمہ فی الخلاصۃ[١٤] ومعلوم ان التقدیم یشعر بالاختیار کما فی کتاب الشرکۃ من العنایۃ والنہر والدر المختار واخر دلیلہ فی الہدایۃ[١٥] وھو لا یؤخر الا دلیل ما ھو المختار عندہ لیکون جوابا عن دلیل ما تقدم واقرہ علی ھذہ الاشارۃ المحقق[١٦] فی الفتح وکذا ذکر الزیلعی فی التبیین دلیل القولین وشید دلیل ابی یوسف واجاب عن دلیل محمد ونسب فی الایضاح والملتقی والدر المختار الخلاف لمحمد وھو تضعیف لہ کما عرف من محاورا تہم واقر الدر علی ذلک الشامی[١٧] وقواہ ببعض ما ذکرناہ ھنا وھو صنیع الملتقی وتقدیم قاضی خان وتاخیر الہدایۃ فقد ترجح ھذا **اولا** بتظافر عامۃ المتون علیہ **وثانیا** بجلالۃ شان من اعتمدوہ واقروہ کالامام فقیہ النفس الذی قالوا فیہ انہ لا یعدل عن تصحیحہ والامام[٢] المحقق صاحب الھدایۃ وعصریہما الامام[٣] صاحب الخلاصۃ والامام[٤] النسفی صاحب الکنز والامام[٥] برھان الدین محمود وحفیدہ الامام[٦] صدر الشریعۃ والامام[٧] المحقق حیث اطلق والامام[٨] الفخر الزیلعی والعلامۃ[٩] ابن کمال الوزیر وھم جمیعا من ائمۃ الاجتہاد بوجہ اقرلہم بذلک علماء معتمدون ولا کذلک من عددنا فی القول الاول الا القدوری وشارح الطحاوی اما السمعانی فلم ار من اعترف لہ بذلک وابو السعود ھذا لیس ھو الامام المحقق علامۃ الوجود خاتمۃ المجتہدین محمد افندی مفتی الدیار الرومیۃ فانہ متقدم علی صاحب البحر المقدم علی الشرنبلالی السابق علی السید ابی السعود ھذا المتکلم علی کتب الشرنبلالی تحشیا وتعلیقا فتصحیح ھؤلاء الجلۃ ولو التزاما لا یقاوم قول الزاھدی المجروح المطروح ان غیرہ اشبہ ثم ما فیہم وفی من تبعہم من اعاظم المتاخرین من الکثرۃ کما علمت یقضی بترجیحہ فانما العمل بما علیہ الاکثر کما فی العقود الدریۃ وغیرہما **وثالثا** بقوۃ دلیلہ کما یظہر بمراجعۃ التبیین وغیرہ **ورابعا** ان فرض تساوی القولین من

جہۃ الترجیح فیترجح ھٰذا بانہ قول ابی یوسف کما عرف ذلک فی رسم المفتی
وخامسًا بانہ الاحوط فان فیہ الخروج عن العھدۃ بیقین **وسادسًا**
بانہ الانفع للفقراء وقد علم ان للعلماء بذلک اعتناءً عظیمًا فی الزکوٰۃ والاوقاف
ھٰذا ما ظہر لی فانظر ماذا ترٰی واللہ تعالیٰ اعلم رہی **صورت ثالثہ** یعنی ہلاک
اس میں بالاتفاق کم یا بہت جس قدر تلف ہو بحساب اربعۂ متناسبہ اتنے کی زکوٰۃ ساقط
ہوگی اور جتنا باقی رہے اگرچہ نصاب سے بھی کم اتنے کی زکوٰۃ باقی مثلاً ۲۲۰ دوسو بیس درم
شرعی کا مالک تھا حولان حول کے بعد ۵ درم واجب الادا ہوئے ابھی نہ دئے تھے کہ
۴۰ درم ہلاک ہوگئے تو اب نیم درم ساقط اور ۴ واجب کہ ۲۰ تو عفو تھے جن کے مقابل
زکوٰۃ سے کچھ نہ تھا وہ تو بیکار گئے نصاب میں سے صرف ۲۰ گھٹے وہ نصاب کی عشر ہیں
تو زکوٰۃ کا بھی دسواں حصہ یعنی آدھا درم ساقط ہوگا باقی باقی، یا یوں دیکھ لیا کہ نصاب سے
۲۰ ہلاک ہوئے ہیں ان کا $\frac{1}{40}$ نیم درہم ہے اسی قدر ساقط ہوگیا یا یوں خیال کرلیا کہ
ایک سو اسی ۱۸۰ باقی ہیں ان کا $\frac{1}{40}$ ساڑھے چار ہیں اسی قدر واجب رہا تینوں حسابوں کا حاصل
ایک ہے اور اگر صورت مذکورہ میں ۲۱ درم ضائع ہوئے ہیں تو زکوٰۃ سے درم کا صرف
بیسواں حصہ کہ کل واجب کا نصف عشر یعنی $\frac{1}{200}$ ہے ساقط ہوگا باقی $4\frac{19}{20}$ واجب
کہ نصاب سے فقط ایک درم ہلاک ہوا ہے یہ نصاب کا $\frac{1}{200}$ تھا اور اگر ۲۱۹ تلف ہوئے
تو درم کا فقط $\frac{1}{40}$ دینا آئے گا باقی ساقط کہ اسی حساب سے حصۂ نصاب باقی رہے، و
علی ہذا القیاس۔ درمختار میں ہے لاشیئ فی عفو ولا فی ہالک بعد وجوبہا لتعلقہا
بالعین لا بالذمۃ وان ھلک بعضہ سقط حظہ ویصرف الہالک الی العفو اولا
ثم الی نصاب یلیہ ثم وثم بخلاف المستھلک لوجود التعدی والتوی بعد
القرض والاعارۃ ھلاک اھ ملتقطا ردالمحتار میں ہے والتوی ھھنا
ان یجحد ولا بینۃ علیہ او یموت المستقرض لا عن ترکۃ اسی میں ہے

marfat.com

من الاستهلاک مالو ابرأ مدیونه الموسر بخلاف المعسر اه **اقول** وما اشار الیه فی الدر من الترتیب فی الصرف الی النصب فهو مذهب سیدنا الامام الاعظم رضی الله تعالی عنه خلافا للامام ابی یوسف رحمه الله تعالی فانه یصرف الهالک بعد العفو الی جمیع النصب شائعا ولکنی لم الم بذکره ههنا لان الکلام فی الذهب والفضة و فیهما لا ثمرة لهذا العدم تفاوت نصبها فی الواجب اصلا فانه ربع العشر علی الاطلاق وانما تظهر فی السوائم اما لاختلاف الواجب فیها باختلاف النصف فقد یکون شاة وتارة بنت مخاض و اخری بنت لبون وهکذا فمن ملک ستة وثلثین من الابل فهلک احدی عشرة فالواجب عند الامام بنت مخاض و عند الثانی ۲۵/۳۶ بنت لبون ای خمسة وعشرون جزء من ستة وثلثین جزء من اجزاء بنت لبون و اما لانعدام المثلیة فیتصور تفاوت الحسابین کمن ملک مائتی شاة وشاة فالواجب ثلث شیاه هلکت منها ثمانون فالواجب عند الامام شاتان صرفا للهلاک الی اقرب النصب و عند ابی یوسف ۱۲۱/۲۰۱ ثلث شیاه ای مائة واحد وعشرون جزء من مأتی اجزاء وجزء من ثلث شیاه ولا یجب ان یکون هذا اکمل شاتین ویظهر ذلک عند التقویم فان دفع القیمة جائز فی المزکوٰة قطعا فلنفرض ان شاة بسبعة و ستین قرشا فقیمة الواجب عند الامام ۱۳۴ قرشا وعند ابی یوسف ۱۲۱ وهکذا اما ههنا فالتعیین والشیوع سواء بلا تفاوت اصلا فان من ملک مثلا ۴۴ مثقالا من ذهب فالواجب مثقال وقیراطان لان کل مثقال عشرون قیراطا فاذا اهلک ۲۴ مثقالا مثلا وبقی ۲۰ فالواجب علی طریقة الامام نصف مثقال وعلی طریقة ابی یوسف ۵/۱۱ ای خمسة اجزاء من احد عشر جزء من اجزاء مثقال وقیراطین فاذا حسبنا حصل ۲۲ قیراطا فحصتها المذکورة عشرة قراریط وذلک

نصف مثقال وکذا اذا ملک ۱۸ تولجۃ من ذہب وہو نصابان و خمسان فالواجب ۵ ماشہ ۳ ⅕ سرخ فاذا ھلک ۳ تولجات مثلا بقی نصابان فالواجب علی طریقۃ الامام ۴ ماشہ ۴ سُرخ وعلی طریقۃ ابی یوسف ⅚ من الواجب الاول فاذا جعلنا الکل اخماس حبۃ کانت ۲۱۶ خمسا ناخذ منہا ⅚ یحصل ۱۸۰ خمسا وہو ۴ ماشہ ۴ سرخ سواءً بسواء وان شککت فانظر الی ھٰذا العمل ۲۱۶ (۶ ۳۶) ثم اعلم ان ابراء المدیون الغنی ایضا قد یکون ہلاکا ماشہ ۳۶ ۱۸۰ (۵ وذلک اذا کان الدین ضعیفا وھو الذی لیس فی مقابلہ مال ۴) ۳۶ (۸ کالمہر والدیۃ و بدل الخلع
۳۲
۴ سرخ

وتمام الکلام علیہ فی رد المحتار۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

—

مسئلہ رابعہ

سادات محتاجین کو زرِ زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں، بہت سادات محتاج ایسے ملتے ہیں کہ خود مانگتے ہیں اور میں نے سنا ہے کہ علمائے رامپور نے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر میں نے اب تک یہ جرأت نہ کی، اس بارہ میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب زکوٰۃ سادات کرام وسائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمۂ ثلٰثہ بلکہ ائمۂ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ میزان میں فرماتے ہیں اتفق الائمۃ الاربعۃ علی تحریم الصدقۃ المفروضۃ علی بنی ہاشم وبنی عبد المطلب وھم خمس بطون اٰل علی واٰل العباس واٰل الجعفر واٰل العقیل واٰل الحارث بن عبد المطلب ھٰذا من مسائل الاجماع والاتفاق اھ ملخصًا اول تا آخر تمام متون مذہب قاطبۃً بے شدود شاذ وعامۂ شروح معتمدہ وفتاوائے مستندہ اس حکم پر ناطق اور خود حضور پر نور سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس باب میں وارد اس وقت جہاں تک فقیر کی نظر ہے بیس صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس مضمون کی حدیثیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیں۔ حضرت[1] سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ **احمد و بخاری** ومسلم حضرت[2] سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت[3] سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روی عنہ الامام الطحاوی والحاکم وابونعیم وابن سعد فی الطبقات وابو عبید القاسم بن سلام فی کتاب الاموال وروی عنہ الطحاوی حدیثًا ثالثًا حضرت[4] عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ احمد ومسلم والنسائی حضرت[5] سلمان فارسی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ ابن حبان والطحاوی والحاکم وابو نعیم حضرت ابو ہریرہ[۹] رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ الشیخان ولہ عند الطحاوی حدیثان[۱۰] اخران حضرت انس[۱۱] بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ البخاری ومسلم ولہ عند الطحاوی حدیث[۱۲] اخر حضرت معاویہ[۱۳] بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ الترمذی والنسائی ولہ عند الطحاوی[۱۴] حدیث اخر حضرت ابو رافع[۱۵] مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی عنہ احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی والطحاوی وابن حبان وابن خزیمۃ والحاکم حضرت ہرمز[۱۶] یا کیسان مولے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی عنہ احمد والطحاوی حضرت بریدۃ[۱۷] اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ اسحٰق بن راھویہ وابو یعلے الموصلی والطحاوی والبزار والطبرانی والحاکم حضرت ابو لیلی[۱۸] رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو عمیرہ[۱۹] رشید بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہما الطحاوی حضرت عبداللہ[۲۰] بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن[۲۱] بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقال صحابی حضرت عبدالرحمٰن[۲۲] بن ابی عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علق عن الثلثۃ الترمذی حضرت ام[۲۳] المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما روی عنہا الستۃ حضرت ام[۲۴] المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روی عنہا احمد ومسلم حضرت ام[۲۵] عطیہ رضی اللہ عنہا روی عنہا احمد والبخاری ومسلم اور بیشک اس تحریم کی علت ان حضرات عالیہ کی عزت وکرامت و نظافت وطہارت کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور گناہوں کا دھوون اس ستھری نسل والوں کے قابل نہیں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعلیل کی تصریح فرمائی کما فی حدیث المطلب عند مسلم وابن عباس عند الطبرانی وعلی المرتضے[۲۶] عند الطحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اسی طرح عامہ علما مثل امام ابو جعفر[۱] طحاوی شرح معانی الآثار اور امام[۲] شمس الائمہ سرخسی محیط اور امام صدر[۳] شہید شرح جامع صغیر اور امام برہان[۴] الدین فرغانی ہدایہ اور امام[۵] حافظ الدین نسفی کافی اور امام فخر[۶] الدین زیلعی تبیین اور امام[۷] سمعانی خزانۃ المفتین

marfat.com

اور علامہ[8] یوسف چلپی ذخیرۃ العقبیٰ اور محقق[9] غزی منح الغفار اور مدقق[10] علائی درمختار اور فاضل رومی[11] مجمع الانہر اور سید[12] حموی غمز العیون اور ان کے غیر میں اس حکم کی یہی علت بیان فرماتے ہیں اور شک نہیں کہ یہ علت تغیر زمانہ سے متغیر نہیں ہوسکتی تو دائما ابدالآباد اسی حکم میں کوئی شبہہ نہیں یہاں تک کہ جمہور علمائے کرام مثل امام[1] ابوالحسن کرخی و امام[2] ابوبکر جصاص و امام[3] حسام الدین عمر صدر شہید و امام[4] علی بن ابی بکر مرغینانی صاحب ہدایہ و امام[5] طاہر بخاری صاحب خلاصہ و امام[6] سغناقی صاحب نہایہ و امام[7] نسفی صاحب کافی و امام[8] زیلعی شارح کنز و امام[9] حسین بن محمد صاحب خزانہ و امام[10] ہمام محمد بن الہمام صاحب فتح و علامہ[11] اتقانی صاحب غایۃ البیان و علامہ[12] برجندی شارح نقایہ و علامہ[13] زین بن نجیم صاحب اشباہ و بحر و علامہ[14] عمر بن نجیم صاحب نہر و علامہ[15] ابراہیم حلبی صاحب ملتقی و علامہ[16] محمد حصکفی صاحب درمختار و مصنف[17] ان اختیار شرح مختار و فتاوی[18] ہندیہ وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بنی ہاشم کو مال زکوٰۃ سے عمل صدقات کی اجرت لینا ناجائز ٹھہراتے ہیں حالانکہ یہ اغنیا کے لئے بھی روا کہ من کل الوجوہ زکوٰۃ نہیں مگر آخر شبہ زکوٰۃ ہے اور بنی ہاشم کی جلالت شان شبہہ لوث سے بھی براءت کی شایاں۔

تبیین الحقائق میں ہے استحقہ عمالۃ الا ان فیہ شبہۃ بدلیل سقوط الزکوٰۃ عن ارباب الاموال فلا یحل للعامل الہاشمی تنزیہا لقرابۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن شبہۃ الوسخ و تحل للغنی لانہ لا یوازی الہاشمی فی استحقاق الکرامۃ فلا تعتبر الشبہۃ فی حقہم اھ ملخصا محیط و بحر و درر وغیرہا میں ہے زکوٰۃ ہاشمی کے غلام مکاتب کو بھی جائز نہیں حالانکہ مکاتب اغنیا کے لئے حلال اور وجہ وہی کہ ملک مکاتب من وجہ ملک مولی ہے اور یہاں شبہہ مثل حقیقت ردالمحتار میں ہے فی البحر عن المحیط وقد قالوا انہ لا یجوز لمکاتب ہاشمی لان الملک یقع للمولی من وجہ والشبہۃ ملحقۃ بالحقیقۃ فی حقہم اھ ای ان المکاتب وان صار حرا یدا حتی یملک ما یدفع الیہ لکنہ مملوک رقبۃ ففیہ شبہۃ وقوع الملک لمولاہ الہاشمی والشبہۃ معتبرۃ لکرامتہ بخلاف الغنی کما مر فی

marfat.com

العامل فلذا قید بقولہ فی حق بنی ہاشم اھ **بالجملہ** جب حدیث وہ اور فقہ یہ، پھر خلاف کی طرف راہ کہاں، اب جو صاحب جواز پر فتوٰی دیں اُن کا منشاء غلط ایک مقدوح و مرجوح و مجروح روایت ہے جو ابو عصمہ نوح بن ابی مریم جامع نے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حکایت کی کہ ہمارے زمانے میں بنی ہاشم کو زکوٰۃ رَوا ہے کہ بسبب حرمت مالِ غنیمت سے خمس خمس ملتا تھا اب کہ وہ نہیں ملتا زکوٰۃ نے عود کیا **اقول** یہ حکایت نہ روایۃً رجیح نہ درایۃً نجیح۔ ہم ابھی بیان کر آئے کہ علت حرمت نص صریح صاحبِ شرع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و تصریحات متنظافرہ حاملان شرع رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کثافت صدقات و نظافت سادات یعنی بنی ہاشم ہے اور وہ تبدل زمانہ سے متبدل نہیں ہو سکتی اور جو دلیل اس ضعیف قیل پر بیان میں آئی فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اُس کی کامل ناتمامی اپنے فتاوٰی یکم جمادی الاولٰی ۱۳۰۶ ہجریہ مندرجہ مجموعۂ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں بحمد اللہ تعالٰی روشن بیانوں سے واضح کر دی اور اُسی میں اٹھارہ دلائل ساطعہ قائم کئے کہ امام اجل ابو جعفر طحاوی قدس سرہٗ کی طرف سے اس روایت مرجوحہ کے اخذ و اختیار کی نسبت میں بڑا دھوکا واقع ہوا جن میں سترہ خود کلام امام ممدوح کی شہادات سے ہیں بلکہ وہ بلاشبہ اُسی مذہب حق و ظاہر الروایۃ کو بھذا ناخذ فرماتے اور معتمد و مفتی بہ ٹھہراتے ہیں ایک سہل سی عام فہم بات یہ ہے کہ وہی امام ممدوح اپنی اسی کتاب شرح معانی الآثار کی اُسی کتاب اُسی باب اُسی بحث میں جہاں اُن سے اس ترجیح معکوس کا وقوع بتایا جاتا ہے خاص اسی بھذا ناخذ سے متصل صاف صریح تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بنی ہاشم کے غلام تو غلام موالی پر بھی زکوٰۃ حرام اور فرماتے ہیں ہمارے ائمہ سے اس کا خلاف معلوم نہیں سبحان اللہ، جب اُن کے نزدیک خود بنی ہاشم کے لیے زکوٰۃ حلال تھی تو اُن کے

marfat.com

غلاموں پر حرام ماننا کیونکر معقول تھا طرفہ یہ کہ یہیں امام طحاوی نے اُس مذہب کو اختیار فرمایا ہے کہ بنی ہاشم پر نہ صرف زکوٰۃ و صدقات واجبہ بلکہ صدقہ نافلہ بھی حرام ہے اور فرماتے ہیں ہمارے ائمہ ثلٰثہ رضی اللہ تعالی عنہم کا یہی قول ہے پھر انہیں قائل جواز ماننا کیسا سخت قول بالمحال ہے جسے اس مطلب جلیل کی تنقیح جمیل پر اطلاع منظور ہو فتاوی فقیر کی طرف رجوع کرے اور جب یقیناً معلوم کہ وہ روایت شاذہ مذہب اجماعی ائمہ ثلٰثہ کے خلاف واقع اور تمام متون کا اُس کے خلاف پر اجماع قاطع اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ اُس کی دافع اور دلیل و درایت میں بھی اُس کا حصہ محض ذاہب و ضائع اور فتوائے امام طحاوی یقیناً جانب ظاہر الروایۃ راجع تو اُس پر فتوی دینا قطعاً مردود جس سے شرع مطہر جزماً مانع ۔ کون نہیں جانتا کہ اطباق متون کی کیسی شان جلیل ہے جس کے سبب بارہا محققین نے جانب خلاف کی صریح تصحیحوں کو قبول نہ کیا نہ کہ اُس طرف تصحیح و ترجیح کا نام بھی نہ ہو نہ کہ صراحۃً امام مجتہد نے اسی جانب پر فتوی دیا ہو باایں ہمہ اسے چھوڑ کر اُدھر جانا کس قدر موجب عجب شدید ہے ۔ درمختار میں ہے قال فی الخانیۃ وعلیہ الفتوی لکن المتون علی الاول فعلیہ المعول کون نہیں جانتا کہ ہنگام اختلاف ظاہر الروایۃ ہی مرجح ہے اگرچہ دونوں مذیل بفتوی ہوں ۔ بحر الرائق میں ہے اذا اختلف التصحیح وجب الفحص عن ظاہر الروایۃ والرجوع الیہا علماء فرماتے ہیں جو کچھ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے ہمارے ائمہ کا مذہب نہیں رد المحتار کی کتاب احیاء الموات میں ہے ماخالف ظاہر الروایۃ لیس مذھبا لاصحابنا پھر جبکہ خاص اسی طرف فتوی ہو اور اُس جانب کچھ نہیں تو ادھر چلنا روش فقہی سے کتنا بعید ہے ۔ کون نہیں جانتا کہ قوت دلیل کس قدر موجب تعویل یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں لایعدل عن درایۃ ما وافقتھا روایۃ کما فی الغنیۃ شرح المنیۃ و رد المحتار وغیرھما اس تنکیر روایۃ پر نظر کیجئے اور مانحن فیہ کی حالت دیکھئے جب روایت کی موافقت مانع عدول تو ماہی الروایۃ کا خلاف کیونکر مقبول پھر اس طرف احادیث متواترہ ان سب کے علاوہ جن کی صحت پر ایسا یقین کہ گویا بگوش خویش کلام اقدس حضور پرنور صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ سُن رہے ہیں میں نہیں کہہ سکتا کہ ان وجوہ کے بعد بھی وہ روایت

marfat.com

قبول تو قبول التفات ہی کے قابل ٹھہرے لاجرم ملاحظہ کیجئے کہ بکثرت علماء اصحاب متون و شروح وفتاوی اپنے تصانیف عظیمہ جلیلہ معتمدہ مثل قدوری[1] و بدایہ[2] و وافی[3] و کنز[4] و وقایہ[5] و نقایہ[6] و اصلاح[7] و ملتقی[8] و تنویر[9] و ہدایہ[10] وکافی[11] و شرح وقایہ[12] و ایضاح[13] و اشباہ[14] و در مختار[15] و طریقہ محمدیہ[16] و حدیقۂ ندیہ[17] و خانیہ[18] و خلاصہ[19] و خزانۃ المفتین[20] و جواہر اخلاطی[21] و عالمگیری[22] وغیرہا میں اس روایت کا نام تک زبان پر نہ لائے اور طبقۃً فطبقۃً منع و تحریم کی روشن تصریحیں کرتے آئے، کیا وہ اس روایت شاذہ سے آگاہ نہ تھے یقیناً تھے مگر اُسے قابلِ التفات نہ سمجھے اور بیشک وہ اسی قابل تھی - یہ باون[52] عبارتیں اور ستائیس[27] حدیثیں جن کی طرف فقیر نے اس تحریر میں اشارہ کیا بحمد اللہ اس وقت فقیر کے پیشِ نظر ہیں سب کی نقل سے بخوف تطویل دست کشی کی **بالجملہ** اصلا محل شک وارتیاب نہیں کہ سادات کرام و بنی ہاشم پر زکوٰۃ یقیناً حرام نہ انہیں لینا جائز نہ دینا جائز نہ ان کے دیئے زکوٰۃ ادا ہو تو انہیں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں اور اسکے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط و باطل اور حلیہ صحت بلکہ قابلیت اغماض سے عاری و عاطل کیا معلوم نہیں کہ علمائے کرام نے ایسے فتوے کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کیے ہیں - در مختار میں ہے الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع اھ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **رہا یہ** کہ پھر اس زمانۂ پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مواسات کیونکر ہو **اقول** بڑے مال والے اگر اپنے خاص مالوں سے بطور نذر و ہدیہ ان حضرات علیہ کی خدمت نہ کریں تو اُن کی بے سعادتی ہے وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماوا نہ ملے گا کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انہیں کے صدقے میں اُنہیں کی سرکار سے عطا ہوا جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں اُن کی خوشنودی کے لئے اُن کے پاک مبارک بیٹوں پر اُس کا ایک حصہ صرف کیا کریں کہ اُس سخت حاجت کے دن اُس جواد کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے بھاری انعاموں عظیم اکراموں

سے مشرف ہوں - ابن عساکر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صنع الی اھل بیتی یدًا کافأتہ
علیھا یوم القیمۃ جو میری اہلبیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز
قیامت اُس کا صلہ اُسے عطا فرماؤں گا - خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صنع صنیعۃ
الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلی مکافأتہ اذا لقینی
جو شخص اولاد عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دُنیا میں نیکی کرے اُس کا صلہ
دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا اللہ اکبر اللہ اکبر قیامت
کا دن وہ قیامت کا دن وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج
اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سا صاحب التاج خدا جانے کیا کچھ
دیں اور کیا کچھ نہال فرما دیں ایک نگاہِ لطف اُن کی جملہ مہمات دو جہان کو بس
ہے بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلے سے اعلیٰ و انفس ہے جس کی طرف کلمۂ کریمۂ
اذا لقینی اشارہ فرماتا ہے بلفظ اذا تعبیر فرمانا بحمد اللہ روز قیامت وعدۂ
وصال و دیدار محبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے - مسلمانو اور کیا درکار ہے دوڑو
اور اس دولت وسعادت کو لو وباللہ التوفیق اور متوسط حال والے اگر مصارف
مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو
اور خدمتِ سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی
بات سے نہ پھرے مالِ زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کر دے
پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سیّد کی نذر کر دو اس میں دونوں
مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ
تھا اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمتِ سید کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا

ذخیرہ و ہندیہ میں ہے اذا اراد ان یکفن میتاً من زکوٰۃ مالہ لا یجوز والحیلۃ ان یتصدق بہا علی فقیر من اھل المیت ثم ھو یکفن بہ فیکون لہ ثواب الصدقۃ و لاھل المیت ثواب التکفین و کذلک فی جمیع ابواب البر کعمارۃ المساجد و بناء القناطیر الحیلۃ ان یتصدق بمقدار زکاتہ علی فقیر ثم یامرہ بالصرف الی ھذہ الوجوہ فیکون للمتصدق ثواب الصدقۃ و للفقیر ثواب بناء المسجد والقنطرۃ اھ ملخصاً **اقول** ویظھر لی ان ثواب تلك القرب لھما جمیعاً لان من دل علی خیر کان کفاعلہ وقد تواتر عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی نظائرہ تکامل الثواب لکل شریك فی الخیر لا تنقص الشرکۃ من اجورھم شیئاً فھذا الذی حدانی علی الجزم بما سمعت ثم رأیت فی الدر المختار حیلۃ التکفین بہا التصدق علی الفقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما اھ قال الشامی ای ثواب الزکوٰۃ للمزکی و ثواب التکفین للفقیر وقد یقال ان ثواب التکفین یثبت للمزکی ایضاً لان الدال علی الخیر کفاعلہ وان اختلف الثواب کما و کیفا **قلت** و اخرج السیوطی فی الجامع الصغیر لو مرت الصدقۃ علی یدی مائۃ لکان لھم من الاجر مثل اجر المبتدئ من غیر ان ینقص من اجرہ شیٔ اھ فھذا عین ما بحثت وللہ الحمد مگر اس میں دقت اتنی ہے کہ اگر اُس نے نہ مانا تو اُسے کوئی راہ جبر کی نہیں کہ آخر وہ مالک مستقل ہو چکا اُسے اختیار ہے چاہے دے یا نہ دے۔ درمختار میں ہے الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ھذہ الاشیاء وھل لہ ان یخالف امرہ لم ارہ والظاھر نعم رد المحتار

میں ہے البحث لصاحب النھر وقال لانہ مقتضی صحۃ التملیک قال الرحمتی والظاھر انہ لاشبھۃ فیہ لانہ ملکہ ایاہ عن زکوٰۃ مالہ وشرط علیہ شرطا فاسدا والھبۃ والصدقۃ لاتفسد ان بالشرط الفاسد لھذا فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ کے نزدیک اس کا بے خلش طریقہ یہ ہے کہ مثلاً مال زکوٰۃ سے بیس۲۰ روپے سید کی نذر یا مسجد میں صرف کیا چاہتا ہے کسی فقیر عاقل بالغ مصرف زکوٰۃ کو کوئی کپڑا مثلاً ٹوپی یا سیر سوا سیر غلہ دکھائے کہ یہ ہم تمہیں دیتے ہیں مگر مفت نہ دیں گے بیس۲۰ روپے کو بیچیں گے یہ روپے تمہیں ہم اپنے پاس سے دیں گے کہ ہمارے مطالبہ میں واپس کر دو وہ خواہی نخواہی راضی ہو جائے گا کہ مجھے تو یہ چیز یعنی کپڑا یا غلہ مفت ہی ہاتھ آئے گا اب بیع شرعی کرکے بیس۲۰ روپے بہ نیت زکوٰۃ اُسے دے جب وہ قابض ہو جائے اپنے مطالبۂ ثمن میں لیلے اول تو وہ خود ہی دے دے گا کہ اسے ان روپوں کے اپنے پاس رہنے کی امید ہی نہ تھی کہ گرہ سے جاتا سمجھے اُسے تو صرف اُس کپڑے یا غلے کی امید تھی وہ حاصل ہے تو انکار نہ کرے گا اور کرے بھی تو یہ جبراً چھین لے کہ وہ اُس قدر میں اس کا مدیون ہے اور دائن جب اپنے دین کی جنس سے مال مدیون پائے تو بالاتفاق بے اُس کی رضامندی کے لے سکتا ہے اب یہ روپے لے کر بطور خود نذر سید یا بنائے مسجد میں صرف کر دے کہ دونوں مرادیں حاصل ہیں۔ درمختار میں ہے یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یاخذھا من دینہ ولو امتنع المدیون مدیدہ واخذ ھا لکونہ ظفر بجنس حقہ اھ اور فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ نے اُس مصرف زکوٰۃ کے عاقل بالغ ہونے کی شرط اس لئے لگائی کہ اس کے ساتھ یہ غبن فاحش کی مبایعت بلاتکلف روا ہو اور کپڑے غلے کی تخصیص اس لئے کی کہ

اگر کچھ پیسے بعوض مدیون کے بیچنا چاہے گا تو ظاہر مفاد جامع صغیر پر تقابض البدلین شرط ہو گا وہ یہاں حاصل نہیں اگرچہ روایت اصل پر ایک ہی جانب کا قبضہ کافی اور اکثر علما اسی طرف ہیں اور یہی قول منقح کما بیناہ فی البیوع من فتاوانا بل حققنا فیہا ان لا دلالۃ لکلام الجامع الصغیر ایضا علی اشتراط التقابض وان ظن العلامۃ الشامی ما ظن۔ بہرحال حتی الوسع محل خلاف سے بچنا احسن اور زرِ زکوٰۃ پر اُس کا قبضہ کرا کر اپنے مطالبے میں لینے کی قید اس لئے کہ کوئی صدقہ بے قبضہ تمام نہیں ہوتا کما نص علیہ العلماء اور یہ تو پہلے بیان میں آچکا کہ اغنیائے کثیر المال شکر نعمت بجا لائیں۔ ہزاروں روپے فضول خواہش یا دنیوی آسائش یا ظاہری آرائش میں اُٹھانے والے مصارف خیر میں ان حیلوں کی آڑ نہ لیں۔ متوسط الحال بھی ایسی ہی ضرورتوں کی غرض سے خالص خدا ہی کے کام میں صرف کرنے کے لئے ان طریقوں پر اقدام کریں نہ یہ کہ معاذ اللہ اُن کے ذریعہ سے ادائے زکوٰۃ کا نام کر کے روپیہ اپنے خرد برد میں لائیں کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا یکسر ابطال ہے تو گویا اس کا برتنا اپنے رب عزوجل کو فریب دینا ہے والعیاذ باللہ رب العلمین واللہ یعلم المفسد من المصلح۔ نسألہ تعالٰی ان یصلح اعمالنا و یحصل اٰمالنا والحمد للہ رب العلمین واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

---

marfat.com

مسئلہ خامسہ

زکوٰۃ کن مصارف میں دینا جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب مصرف زکوٰۃ ہر مسلمان حاجتمند ہے جسے اپنے مال مملوک سے مقدار نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ پر دسترس نہیں بشرطیکہ نہ ہاشمی[1] ہو نہ اپنا شوہر[2] نہ اپنی عورت[3]، اگرچہ طلاق مغلظہ دے دی ہو۔ جب تک عدت سے باہر نہ آئے، نہ وہ جو اپنی اولاد[4] میں ہے جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی نہ وہ[5] جن کی اولاد میں یہ ہے جیسے ماں باپ دادا دادی نانا نانی، اگرچہ یہ اصلی اور فروعی رشتے عیاذاً باللہ بذریعہ زنا ہوں، نہ اپنا[6] یا ان پانچوں[7] قسم[8] میں[9] کسی[10] کا مملوک[11]، اگرچہ مکاتب ہو نہ کسی[12] غنی کا غلام غیر مکاتب نہ مرد[13] غنی کا نابالغ بچہ نہ ہاشمی[14] کا آزاد بندہ اور مسلمان حاجتمند کہنے سے کافر[15] و غنی[16] پہلے ہی خارج ہو چکے یہ سولہ شخص ہیں جنہیں زکوٰۃ دینی جائز نہیں ان کے سوا سب کو روا مثلاً ہاشمیہ بلکہ فاطمیہ عورت کا بیٹا جبکہ باپ ہاشمی نہ ہو کہ شرع میں نسب باپ سے ہے۔ بعض متہورین کہ ماں کے سیدانی ہونے سے سیّد بن بیٹھتے اور باوجود تفہیم اُس پر اصرار کرتے ہیں بحکم حدیث صحیح مستحق لعنت الٰہی ہوتے ہیں والعیاذ باللہ وقد اوضحنا ذالک فی فتاوانا اسی طرح غیر ہاشمی[2] کا آزاد شدہ بندہ اگرچہ خود اپنا ہی ہو یا اپنے[3] اور اپنے اصول و فروع و زوج و زوجہ ہاشمی کے علاوہ کسی غنی کا مکاتب یا زن[4] غنیہ کا نابالغ بچہ اگرچہ یتیم ہو یا اپنے بہن[5] بھائی[6] چچا[7] پھپھی[8] خالہ[9] ماموں[10] بلکہ انہیں دینے میں دونا ثواب ہے زکوٰۃ و صلۂ رحم یا اپنی بہو[11] یا داماد[12] یا ماں کا شوہر[13] یا باپ کی عورت[14] یا اپنے زوج[15] یا زوجہ[16] کی اولاد کہ ان سولہ کو بھی دینا واجب کہ یہ سولہ اُن سولہ سے نہ ہوں۔ ازآں جاکہ انہیں اُن سے مناسبت

marfat.com

ہے جس کے باعث ممکن تھا کہ ان میں بھی عدم جواز کا وہم جاتا لہذا فقیر نے انہیں بالتخصیص شمار کر دیا اور نصاب مذکور پر دسترس نہ ہونا چند صورت کو شامل ایک یہ کہ سرے سے مال ہی نہ رکھتا ہو اسے مسکین کہتے ہیں دوم مال ہو مگر نصاب سے کم یہ فقیر ہے سوم نصاب بھی ہو مگر حوائج اصلیہ میں مستغرق جیسے مدیون چہارم حوائج سے بھی فارغ ہو مگر اسے دسترس نہیں جیسے ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس خرچ نہ رہا تو بقدر ضرورت زکوٰۃ لے سکتا ہے اس سے زیادہ اُسے لینا روا نہیں یا وہ شخص جس کا مال دوسرے پر دین مؤجل ہے اور ہنوز میعاد نہ آئی اب اُسے کھانے پہننے کی تکلیف ہے تو میعاد آنے تک بقدر حاجت لے سکتا ہے یا وہ جس کا مدیون غائب ہے یا لے کر مکر گیا اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو کہ ان سب صورتوں میں دسترس[1] نہیں **بالجملہ** مدار کار حاجتمندی بمعنی مذکور پر ہے تو جو نصاب مزبور پر دسترس رکھتا ہے ہرگز زکوٰۃ نہیں پا سکتا اگرچہ غازی ہو یا حاجی یا طالب علم یا مفتی مگر عامل زکوٰۃ جسے حاکم اسلام نے ارباب اموال سے تحصیل زکوٰۃ پر مقرر کیا وہ جب تحصیل کرے تو بحالت غنا بھی بقدر اپنے عمل کے لے سکتا ہے اگر ہاشمی نہ ہو پھر دینے میں تملیک شرط ہے جہاں یہ نہیں جیسے محتاجوں کو بطور اباحت اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دینا یا میت کے کفن دفن میں لگانا یا مسجد کنواں خانقاہ مدرسہ پل سرا وغیرہ بنوانا ان سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اگر ان میں صرف کیا چاہے تو اُس کے وہی حیلے ہیں جو مسئلۂ رابعہ میں گزرے ھذا کلہ ملخص ما استقر علیہ الامر فی تنویر الابصار والدر المختار ورد المحتار وغیرہا من معتبرات الاسفار وقد لخصناہ بتوفیق اللہ احسن تلخیص لعلہ لا یوجد من غیرنا وللہ الحمد

---

[1] اگر دین معجل ہے خواہ ابتداءً یا یوں کہ جو اجل مقرر ہوئی تھی گزر چکی اور مدیون غنی مقر حاضر ہے تو یہ صورت دسترس کی ہے - ۱۲ منہ

marfat.com

فمن شک فی شئ من هذا فلیراجع الاصول التی سمینا اولم نسم نعم لا
باس ان نورد نصوص بعض مایکاد یخفی اویستغرب ففی رد المحتار
شمل الولاد بالنکاح والسفاح فلا یدفع الی ولدہ من الزنا الخ وفیہ
تحت قولہ او بینهما زوجیۃ ولو مبانۃ ای فی العدۃ ولو بثلاث نهر عن معراج
الدرایۃ اھ وفیہ تحت قولہ ولا الی مملوک المزکی ولو مکاتبا وکذا مملوک
من بینہ وبینہ قرابۃ ولاد او زوجیۃ لما قال فی البحر والفتح الخ وفیہ تحت
قولہ بخلاف طفل الغنیۃ فیجوز ای ولو لم یکن لہ اب بحر عن القنیۃ اھ و
فیہ وقید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب کالاخوۃ والاعمام والاخوال الفقرا
بل هم اولی لانہ صلۃ وصدقۃ ویجوز دفعها لزوجۃ ابیہ وابنہ وزوج
ابنتہ تاترخانیہ اھ ملخصا وفیہ من کتاب الوصایا تحت قولہ الشرف
من الام فقط غیر معتبر یؤیدہ قول الهندیۃ عن البدائع فثبت ان
الحسب والنسب یختص بالاب دون الام اھ فلا تحرم علیہ الزکوٰۃ ولا یکون
کفوا للهاشمیۃ ولا یدخل فی الوقف علی الاشراف ط اھ وفیہ قال فی
الفتح ایضا ولا یحل لہ ای لابن السبیل ان یاخذ اکثر من حاجتہ قلت وهذا بخلاف الفقیر فانہ یحل لہ
ان یاخذ اکثر من حاجتہ وبهذا فارق ابن السبیل کما افادہ فی الذخیرۃ اھ وفیہ تحت قولہ ومنہ مالو
کان مالہ مؤجلا ای اذا احتاج الی النفقۃ یجوز لہ اخذ الزکوٰۃ قدر
کفایتہ الی حلول الاجل نهر عن الخانیۃ اھ وفیہ تحت قولہ او علی غائب
ای ولو کان حالا لعدم تمکنہ من اخذہ ط اھ وفیہ تحت قولہ
او معسر او جاحد ولو لہ بینۃ فی الاصح فیجوز لہ الاخذ فی
اصح الاقاویل لانہ بمنزلۃ ابن السبیل ولو موسرا معترفا
لا یجوز کما فی الخانیۃ اھ وفیہ تحت قولہ وفی سبیل اللہ و

marfat.com

ہو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم وفسرہ فی البدائع بجمیع القرب قال فی النہر والخلاف لفظی للاتفاق علی ان الاصناف کلہم سوی العامل یعطون بشرط الفقر الخ وفیہ تحت قولہ وبہذا التعلیل یقوی مانسب للواقعات من ان طالب العلم یجوز لہ اخذ الزکوٰۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ ہذا الفرع مخالف لاطلاقہم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احد ط قلت وہو کذالک والاوجہ تقییدہ بالفقیر الی آخر ما افاد علیہ رحمۃ الجواد واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

مسئلہ سادسہ

میرے کل زیور طلائی سادے اور جڑاؤ میں سونے کا وزن موتی اور نگینے اور لاکھ وغیرہ منہا کر کے اڑسٹھ تولے ۲ ماشہ ہے اور زیور نقرئی تین سو اکتالیس تولہ اس صورت میں جو سالانہ زکوٰۃ ہو اس سے مشرح مطلع کیا جاؤں اور ایک دستور العمل ایسا ہو کہ آئندہ جس قدر اور بنے اس پر زکوٰۃ بڑھالی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب سونے چاندی کی نصاب اور ان پر واجب وعفو کا حساب مسئلہ ثانیہ میں مشرحاً گزرا اور زیادت ونقصان کے تمام احکام بتفصیل تمام مسئلۂ ثانیہ وثالثہ میں مبین ہوئے وہ دونوں مسئلے بجائے خود دستور العمل تھے مگر اختلاط زروسیم یعنی دونوں مال کا مالک ہونا البتہ بعض نئے احکام کا موجب ہوتا ہے جن کا بیان اوپر نہ گزرا لہٰذا فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ بعض ضوابط ضروریہ اور ذکر کرکے دستور العمل کی تکمیل کرتا اور حضرت مستفتی دامت برکاتہ، ودیگر ناظرین منتفعین سے اس کے صلے میں دعائے عفو وعافیت دارین کی تمنا رکھتا ہے **فاقول** وباللہ التوفیق مال جب بشرائط معلومہ نصاب کو پہنچے تو بنفسہٖ وجوب زکوٰۃ کا سبب اور ایراث حکم میں مستقل ہے جسے اپنے حکم میں دوسری شے کی حاجت نہیں اور نصاب کے بعد جو خمس نصاب ہے وہ بھی نصاب وسبب ایجاب ہے ہاں جو خمس سے کم ہے وہ اپنے نوع میں مثلاً چاندی یا سونا سونے میں موجب زکوٰۃ نہیں ہوسکتا کہ شرع مطہر نے اُسے عفو رکھا ہے کما قدمنا فی المسئلۃ الثانیۃ اسی طرح جو اُس نصاب کو نہیں پہنچا بنفسہٖ سببیت وجوب کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر جب اس نوع کے ساتھ دوسری نوع بھی ہو یعنی زروسیم مختلط ہوں تو ازانجا کہ وجہ سببیت ثمنیت تھی اور وہ دونوں میں یکساں تو اس حیثیت سے ذہب وفضہ جنس واحد ہیں لہٰذا ہمارے نزدیک جو ایک

marfat.com

نوع میں موجب زکوٰۃ نہ ہو سکتا تھا خواہ اس لیے کہ نصاب ہی نہ تھا یا اس لیے کہ نصاب کے بعد عفو تھا اس مقدار کو دُوسری نوع سے تقویم کر کے ملادیں گے کہ شاید اب اُس کا موجب زکوٰۃ ہونا ظاہر ہو پس اگر اس ضم سے کچھ مقدار زکوٰۃ بڑھے گی (بایں معنی کہ نوع ثانی قبل ضم نصاب نہ تھی اس کے ملنے سے نصاب ہو گئی یا اگلی نصاب پر نصاب خمس کی تکمیل ہو گئی) تو اُسی قدر زکوٰۃ بڑھا دیں گے اور اب اگر کچھ عفو بچا تو وہ حقیقۃً عفو ہوگا ورنہ کچھ نہیں اور اگر ضم کے بعد بھی کوئی مقدار زکوٰۃ زائد نہ ہو تو ظاہر ہو جائے گا کہ یہ اصلا موجب زکوٰۃ نہ تھا۔ ہدایہ میں ہے تضم قیمۃ العروض الی الذهب والفضة حتی یتم النصاب ویضم الذهب الی الفضة للمجانسة من حیث الثمنیة ومن هذا الوجه صار سببا ثم یضم بالقیمة عند ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح القدیر میں ہے النقدان یضم احدهما الی الآخر فی تکمیل النصاب عندنا تبیین الحقائق میں ہے یضم الذهب الی الفضة بالقیمة فیکمل به النصاب لان الکل جنس واحد خلاصہ میں ہے اصل هذا ان الذهب یضم الی الفضة فی تکمیل النصاب عندنا وهذا استحسان نقایہ میں ہے یضم الذهب الی الفضة بالقیمة لاتمام النصاب ان عبادات ائمہ و تقریر فقیر سے واضح ہوا کہ یہ ملانا صرف بغرض تکمیل نصاب ہوتا ہے نصاب کہ بنفسہٖ کامل ہے محتاج ضم نہیں کہ خود سبب مستقل ہے تو شرع مطہر اُس کے سبب ایک مقدار واجب فرما چکی اب نصاب کو دُوسری چیز سے ضم کرنے کا ایجاب تکمیل نصاب نہیں تعطیل نصاب ہے یا یوں کہیے کہ اس ضم سے مقصود تحصیل واجب ہے نہ تبدیل واجب ولہٰذا ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ذہب و فضہ کی کامل نصابوں میں حکم ضم نہیں بلکہ نصاب ذہب پر جُدا زکوٰۃ واجب ہوگی اور نصاب فضہ پر جُدا ہاں اگر کوئی یہ چاہے کہ میں ایک ہی نوع زکوٰۃ میں دُوں اور وہ قیمت لگا کر ضم کر لے تو ہمارے نزدیک کوئی مضائقہ بھی نہیں مگر اس وقت واجب ہوگا کہ تقویم ایسی کرے جس میں فقرا کا نفع زائد ہو مثلاً ایک نقد

marfat.com

زیادہ راجح ہے دُوسرا کم تو جو راجح تر ہے اُس سے تقویم کرے۔ امام ملک العلما ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں لو کان کل منہما نصابا تاما بلا زیادۃ لا یجب الضم بل ینبغی ان یؤدی من کل واحد زکاتہ فلو ضم حتی یؤدی کلہ من الذہب اوالفضۃ فلا باس بہ عندنا ولکن یجب ان یکون التقویم بما ھو انفع للفقراء رواجا والا یؤدی من کل منہما ربع عشرہ بحمد اللہ اس نفیس تقریر سے یہ فائدے حاصل ہوئے کہ اگر ایک جانب نصاب تام بلا عفو ہے اور دُوسری طرف نصاب سے کم تو یہاں یہی طریقۂ ضم متعین ہوگا کہ اس غیر نصاب کو اُس نصاب سے تقویم کرکے ملا دیں یہ نہ ہوگا کہ نصاب کو تقویم کرکے غیر نصاب سے ملائیں مثلاً چاندی نصاب ہے اور سونا غیر نصاب تو اس سونے کو چاندی کریں گے چاندی کو سونا نہ کریں گے اور عکس ہے تو عکس۔ اسی طرح اگر ایک طرف نصاب تام بلا عفو ہے اور دُوسری جانب نصاب مع عفو تو صرف اس عفو کو اُس نصاب سے ملائیں گے نصاب مع العفو مجموع کو ضم نہ کریں گے کہ محتاج تکمیل صرف وہی عفو ہے نہ نصاب مثلاً ۷، یا ۹ یا ۱۲ تولے سونا اور ۶۰ تولے چاندی ہے جس میں ۷. تولے چاندی عفو ہے تو صرف اس ۷. تولے چاندی کو سونا کریں گے نہ مجموع ۶۰ تولے کو یوں ہی اگر دونوں جانب عفو ہے تو صرف ان عفوؤں کو باہم ملائیں گے دونوں طرف کی نصابیں الگ نکال لیں گے ہندیہ میں ہے لوفضل من النصابین اقل من اربعۃ مثاقیل واقل من اربعین درھما فانہ تضم احدی الزیادتین الی الاخری حتی یتم اربعین درھما او اربعۃ مثاقیل ذھب کذا فی المضمرات پس ثابت ہُوا کہ قابل ضم وہی ہے جو خود نصاب نہیں۔ پھر اگر یہ قابلیت ایک ہی طرف ہے جب تو طریقۂ ضم آپ ہی متعین ہوگا کما سبق اور دونوں جانب ہے تو البتہ یہ امر غور طلب ہوگا کہ اب ان میں کس کو کس سے تقویم کریں کہ دونوں صلاحیت ضم رکھتے ہیں اس میں کثرت وقلت کی وجہ سے ترجیح نہ ہوگی کہ خواہی نخواہی قلیل ہی کو کثیر سے

marfat.com

ضم کریں کثیر کو نہ کریں کہ جب نصابیت نہیں تو قلیل وکثیر دونوں احتیاج تکمیل میں یکساں
ردالمحتار میں ہے لا فرق بین ضم الاقل الی الاکثر وعکسہ بلکہ حکم یہ ہوگا کہ جو تقویم
فقیروں کے لئے انفع ہو اُسے اختیار کریں اگر سونے کو چاندی کرنے میں فقرا کا نفع زیادہ ہے
تو وہی طریقہ برتیں اور چاندی کو سونا ٹھہرانے میں فقرا کا نفع زیادہ ہے تو یہی ٹھہرائیں اور دونوں
صورتیں نفع میں یکساں تو مزکی کو اختیار۔ درمختار میں ہے لو بلغ احدھما نصابا دون
الاٰخر تعین ما یبلغ بہ ولو بلغ باحدھما نصابا وخمسا وبالاٰخر اقل قومہ
بالانفع للفقیر سراج اھ وفی ردالمحتار عن النھر عن الفتح یتعین ما یبلغ نصابا دون
ما لا یبلغ فان بلغ بکل منھما واحدھما اروج تعین التقویم بالاروج اھ وفی
شرح النقایۃ للقھستانی وان تساویا فالمالک مخیر جب یہ امور ممہد ہو لئے
تمام صورتوں کے احکام معلوم ہو گئے کہ اختلاط زر وسیم انہیں تین حال میں منحصر۔ **یا** کسی کی طرف
کوئی مقدار قابل ضم نہ ہو گی اور یہ جب ہی ہو گا کہ دونوں نصاب ہوں اور دونوں بے عفو
اس کا حکم اول ہی گزرا کہ ہر ایک کی زکوٰۃ جدا واجب ہو گی اور ایک ہی نوع سے دینا
چاہیے تو نفع فقرا کا لحاظ واجب **یا** صرف ایک طرف مقدار قابل ضم ہو گی یہ یوں ہی ہو گا
کہ ایک نصاب بلا عفو ہو اور دوسرا اُسا غیر نصاب یا نصاب مع العفو تو اس کی دو صورتیں
نکلیں ان کا ضابطہ بھی معلوم ہو چکا کہ خاص اُسی قابل ضم کو دوسرے کے ساتھ تقویم کریں گے
یا دونوں طرف مقدار قابل ضم ہو یہ اس طرح ہو گا کہ دونوں نصاب سے کم یا ایک کم اور
ایک میں عفو یا دونوں میں عفو تو اس کی تین صورتیں ہوئیں ان کا ضابطہ بھی مذکور ہوا کہ جو
مقداریں دونوں طرف قابل ضم ہیں انہیں کو آپس میں ملائیں گے اور نفع فقرا کا لحاظ رکھیں گے
یعنی جس تقویم میں زیادہ مالیت واجب الادا ہو وہی اختیار کریں گے اور مالیت برابر ہو تو
جس نقد کا رواج زیادہ ہے اُسے لیں گے اور قدر ورواج سب یکساں ہوں تو اختیار دیں گے

جدول اختلاطات زر وسیم مع اشارۂ احکام

ذہب / فضہ	نصاب سے کم	نصاب لہ بے عفو	نصاب باعفو
نصاب سے کم	دونوں کا کل بلحاظ انفع ملائیں۔	چاندی کو سونا کریں	سونے کا عفو اور چاندی کا کل بلحاظ انفع ملائیں۔
نصاب بے عفو	سونے کو چاندی کریں	ہر ایک کی جدا زکوٰۃ اور ملانا ہی ہو تو لحاظ انفع	سونے کے عفو کو چاندی کریں
نصاب باعفو	چاندی کا عفو اور سونے کا کل بلحاظ انفع ملائیں	چاندی کے عفو کو سونا کریں	دونوں عفووں کو بلحاظ انفع ملائیں

ہر چند اس بیان و جدول نے مسئلہ واضح کر دیا مگر بوجہ پیچیدگی عام مسلمین کے لئے ان دونوں ضابطوں میں ایضاح امثلہ کی بے شک ضرورت لہذا فقیر غفرلہ المولی القدیر پھر جانب تفصیل عنان گردانی کرتا ہے و باللہ التوفیق **شرح ضابطۂ اولے** چاندی سونے میں جب ایک نصاب تام بلا عفو ہو اور دوسرا نصاب نہ ہو خواہ کلاً یعنی سرے سے نصاب تک پہنچا ہی نہ ہو یا بعضاً یعنی نصاب کے بعد جو عفو بچا ہو اس غیر نصاب کل یا بعض کو اس دوسرے کے ساتھ ضم کریں گے مثلاً چاندی کل بعض غیر نصاب ہے تو اسے بلحاظ قیمت سونا قرار دے کر سونے کے نصاب سے

لہ اس مثلث نہ خانہ احکام کا خانۂ قطب وہ صورت ہے جس میں اصلاً حکم ضم نہیں۔ اور اس کے چاروں خانۂ آتشی بادی آبی خاکی متعلق ضابطۂ اولیٰ اور باقی چاروں خانے کہ چاروں گوشوں پر ہیں متعلق ضابطۂ ثانیہ ۱۲ منہ

ملائیں گے اور سونا کل یا بعض غیر نصاب ہے تو اُسے چاندی سے۔ تو ضابطۂ اولیٰ کی دو صورتیں بعد بسط چار ہو گئیں جیسا کہ مطالعہ جدول سے واضح ہوا ہوگا۔ اب ہم بعد ضم دیکھیں گے کچھ زکوٰۃ بڑھی یا نہیں اگر اب بھی نہ بڑھی تو وہ غیر نصاب عفو مطلق تھا کہ کسی طرح موجب زکوٰۃ نہ ہوا اور بڑھی تو یا کچھ عفو نہ بچے گا اس صورت میں ظاہر ہو گا کہ یہ غیر نصاب جو اپنی نوع میں ناموجب زکوٰۃ نظر آتا تھا حقیقۃً بالکل موجب تھا یا قدرے نہ بچے گا تو ثابت ہو گا کہ واقع میں اسی قدر عفو ہے باقی پر زکوٰۃ۔ تو یہ تین حالتیں ہوئیں جنہیں اُن چار میں ضرب دیئے سے بارہ صورتیں نکلیں۔ اب ہر ایک کی مثال لیجئے اور حساب کے لئے فرض کیجئے کہ تولہ بھر سونے کی قیمت چوبیس تولے چاندی ہے اور تولہ بھر چاندی کی چار رتی سونا **مثال ۱** ایک شخص کے پاس ۵۲ تولے چاندی اور سوا پانچ ماشے سونا ہے تو چاندی نصاب تام بلا عفو ہے اور سونا کُلّا غیر نصاب لہذا سونے کو چاندی کر کے چاندی سے ملایا یعنی بلحاظ قیمت دیکھا کہ اس قدر سونے کی کتنی چاندی ہوئی نرخ مذکور پر یہ سونا ۱۰ تولے چاندی کا ہُوا تو گویا وہ ۵۲ تولے چاندی ۵ ماشہ سونے کا مالک نہیں بلکہ ۶۳ تولے چاندی کا مالک ہے یہ چاندی کی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس پوری ہوئی جس پر عفو کچھ نہ بچا **مثال ۲** اسی صورت میں ۱۰ ماشہ سونا فرض کیجئے جس کے ۲۰ تولے چاندی تو گویا ۷۲ تولے چاندی کا مالک ہے جس میں وہی نصاب کامل و نصاب خمس نکل کر ۹ تولے چاندی عفو بچی کہ خمس نصاب سے کم ہے یہ عفو حقیقی ہوا یعنی سونے کو چاندی سے ضم نہ کرتے تو بوجہ عدم نصاب بالکل عفو نظر آتا تھا ضم کرنے سے کھُل گیا کہ اُس میں صرف ۴۱/۲ ماشے سونا جس کی ۹ تولے چاندی ہوئی عفو ہے باقی پر زکوٰۃ واجب۔ **مثال ۳** صورت مسطورہ میں صرف ۵ ماشے سونا مانئے تو کُل عفو رہے گا کہ اس کی دس ہی تولے چاندی ہوئی اور مال جبتک نصاب کے بعد خمس نصاب تک نہ پہنچے عفو ہے اور چاندی میں خمس ۱۰ تولے ہے **مثال ۴** اسی صورت میں ۷ تولے ۱۱ ماشے سونا لیجئے تو ۷ تولے سونا تو نصاب کامل ہے اُس کے بعد ۵ ماشے عفو نظر آتا ہے بس اسی قدر کو چاندی سے ضم کریں گے اور ایک نصاب زر اور ایک نصاب دخمس

نصاب سیم کی زکوٰۃ واجب مانیں گے جس میں عفو کچھ نہ رہا **مثال ۵** اسی صورت میں اگر ۸ تولے ۴ ماشے سونا ہے تو بدلیل مثال دوم وہی ۸ ماشے سونا عفو رہے گا **مثال ۶** ۷ تولے ۱۱ ماشے سونا ہے تو نصاب زر سے جتنا زیادہ ہے یعنی ۵ ماشے سب عفو مطلق ہے کہ بعد ضم بھی زکوٰۃ نہیں بڑھاتا ان ۶ مثالوں میں چاندی نصاب تام بلا عفو تھی اور سونا قابل ضم پہلی تین میں سوا نصاب سے کم اور پچھلی تین میں عفو۔ اب وہ مثال لیجئے کہ سونا نصاب تام بلا عفو اور چاندی انہیں دو وجہوں پر قابل ضم **مثال ۷** ایک شخص ۷۔ تولے سونے ۳۶ تولے چاندی کا مالک ہے تو چاندی کلاً غیر نصاب ہے۔ اسے بحساب قیمت سونا کیا تو ۱۔ تولے ہوا یہ پوری نصاب خمس ہے تو سونے کی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس ہوئی اور عفو اصلاً نہ بچا **مثال ۸** اسی صورت میں چاندی ۵۰ تولے رکھئے تو ۱۴ تولے عفو رہے گی کہ ۳۶ تولے سونے کی نصاب خمس ہو گئی ۱۴ تولے کا ۷ ماشے سونا ہوا کہ خمس سے کم ہے وہ عفو رہا **مثال ۹** اسی صورت میں چاندی ۳۰ تولے فرض کیجئے تو کل عفو ہے کہ اس کا سوا ہی تولے سونا ہوا تو بعد ضم بھی کچھ نہ بڑھا **مثال ۱۰ و ۱۱ و ۱۲**

اب ہمیں وہ تین صورتیں بیان کرنی رہیں جن میں سونا نصاب بے عفو ہو اور چاندی نصاب با عفو جس کے عفو کو سونے سے ملائیں تو جب بھی عفو ہے یا کچھ زکوٰۃ واجب کرے کچھ عفو بچے یا بالکل زکوٰۃ واجب کرے یہ پچھلی دو صورتیں بظاہر محال عادی نظر آتی ہیں کہ نصاب میں عفو وہی ہوتا ہے جو خمس سے کم ہو اور نصاب کے بعد زکوٰۃ وہی واجب کرتا ہے جو خمس تک پہنچے تو ان صورتوں کا وقوع جب ہی ہو گا کہ ۱۰ تولے سے کم چاندی ۱۔ تولے سونے کے برابر یا اس سے بھی زائد ہو مگر یہ عادۃً ہو نہیں سکتا بلکہ ۱۰۔ تولے یا اس سے کچھ زیادہ چاندی تولہ بھر سونے کی قیمت کو بھی نہیں پہنچتی تو بادی النظر میں یہاں صرف صورت اولیٰ ہی قابل وقوع ہے یعنی عفو سیم کو نصاب ذہب سے جب ملایئے عفو ہی رہے مگر ایک نفیس و شریف و جلیل و لطیف قاعدہ معلوم کرنے سے کھل جائے گا کہ دو صورتیں بھی قابل وقوع ہیں اس با عظمت قاعدے کا جاننا نہ صرف انہیں صورتوں کے لئے ضرور ہے بلکہ جو اہل زکوٰۃ زر و سیم دونوں قسم کے مالک ہوں

marfat.com

اور عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں اُن سب پر اُس کا علم فرض عین ہے کہ اُس کے نہ جاننے میں بہت غلطیاں اور خرابی وزیان واقع ہوتے ہیں لوگ اکثر سمجھ لیتے ہیں ہم زکوٰۃ ادا کر چکے اور واقع میں مطالبہ باقی ہوتا ہے وہ ضروری **قاعدہ عظیم الفائدہ واجب الحفظ** یہ ہے کہ اگرچہ زر و سیم کی قیمت و وزن باہم اکثر مختلف ہوتے ہیں خصوصاً جبکہ صنعت کا قدم درمیان ہو مثلاً ممکن کہ تولہ بھر سونے کا کوئی گہنا صناعی کے سبب پچاس روپے کی قیمت کا ہو اگرچہ ایک تولے سونے کی قیمت پچیس[25] ہی روپیہ ہو یا تولہ بھر چاندی کی چیز چار روپے کو بکے اگرچہ چاندی ایک ہی روپیہ تولہ ہو دہلی کی سادہ کاریوں میں یہ بات خوب واضح ہوتی ہے یوں ہی جب مال ہارتا ہو تو قیمت وزن سے گھٹ جاتی ہے کما لا یخفی مگر شرع مطہر نے سونے چاندی میں وجوباً و اداءً ہر طرح وزن ہی کا اعتبار فرمایا ہے نہ قیمت کا مثلاً کسی کے پاس صرف ۲ تولے سونے کا گہنا ہے کہ قیمت میں ۷۔ تولے تک پہنچتا ہے یا اس سے بھی زائد ہوتا ہے اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ وزن ۷۔ تولے کامل نہ ہُوا یا ۱۰ تولے ہارتے سونے کا مال ہے کہ قیمت میں ۷ تولے سونے سے بھی کم ہے اُس پر زکوٰۃ واجب کہ وزن نصاب پُورا ہے یا ایک شخص کے پاس ۷۔ تولے سونے کا زیور ہے جو بوجہ صنعت ۱۵ تولے سونے کی قیمت ہے اس پر صرف ۲ ماشہ سونا واجب ہوگا کہ وزن کا چالیسواں حصہ ہے نہ ۴۔ ماشہ کہ قیمت کا ۱/۴۰ ہے یا ۱۵ تولے وزن کی چیز قیمت میں ۷۔ تولے کے برابر ہے تو باعتبار وزن ۴۔ ماشہ سونا دینا ہوگا بلحاظ قیمت ۲ ماشہ دیے سے نہ چھوٹے گا یہ تو وجوباً اعتبار وزن ہُوا اور اداءً کی یہ صورت کہ مثلاً اس پر ۲ ماشہ سونا واجب الادا تھا اس نے اُس کے بدلے ۲ ماشے نفیس کُندن کہ قیمت میں ۲ ماشے سونے کے برابر بلکہ زائد تھا ادا کیا تو عہدہ برآ نہ ہُوا کہ واجب کا وزن پُورا نہ ہُوا اور ہارتا سونا ۲ ماشے دے دیا جو قیمت میں ۲ ہی ماشے کے برابر تھا تو ادا ہوگیا اگرچہ اس میں کراہت ہے لقولہ عزوجل لستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ در مختار میں ہے المعتبر وزنہما اداءً و وجوباً لا قیمتہما رد المحتار میں ہے

یعنی یعتبر فی الوجوب ان یبلغ وزنهما نصابا نہر حتی لوکان لہ ابریق ذهب اوفضة وزنه عشرة مثاقیل او مائة درهم وقیمته لصیاغته عشرون اومائتان لم یجب فیه شئ اجماعاً قهستانی اُسی میں ہے لوله ابریق فضة وزنه مائة وقیمته بصیاغته مائتان لا تجب الزکوٰۃ باعتبار القیمة لان الجودة والصنعة فی اموال الربا لا قیمة لها عند انفرادها ولا عند المقابلة بجنسها اُسی میں ہے یعتبر ان یکون المؤدی قدر الواجب وزنا فلو ادی عن خمسة جیدة خمسة زیوفا قیمتها اربعة جیدة جاز وکره ولو ادی اربعة جیدة قیمتها خمسة ردیئة لم یجز اھ ملخصا **مگر** جب ان میں ایک کو دُوسرے سے تقویم کریں مثلاً چاندی کو سونے اور سونے کو چاندی سے جیسا کہ ضم کی صورتوں میں دیکھتے آئے تو بالاجماع قیمت کا اعتبار ہے کہ جودت وصنعت خلاف جنس کے مقابلہ میں بالاجماع قیمت پاتی ہے مثلا ۱۲ تولے چاندی کا گہنا ہے اور قیمت میں ۲۴ تولے چاندی کے برابر ہے اب اس کی قیمت سونے سے لگایئے گا تو بلحاظ قیمت پُورا تولہ بھر سونا ہوگا نہ بلحاظ وزن ۸ ماشہ ولہٰذا جس کے پاس ۲۰۰ تولے چاندی کا زیور چار سو روپے کا قیمتی ہو جس پر ۵ تولے چاندی واجب ہے وہ اگر ۴ تولے چاندی دے دیگا ادا ہو جائے گا اور ۵ تولے چاندی کی قیمت کا سونا دے گا ہرگز ادا نہ ہوگا بلکہ ۱۰ تولے چاندی کا قیمتی سونا دینا آئے گا۔ ردالمحتار میں ہے عدم اعتبار الجودة انما هو عند المقابلة بالجنس اما عند المقابلة بخلافه فتعتبر اتفاقا اُسی میں ہے لوکان له ابریق فضة وزنه مائتان وقیمته ثلث مائة ان ادی خمسة من عینه اومن غیره جاز واجمعوا انه لو ادی من خلاف جنسه اعتبرت القیمة حتی لو ادی من الذهب ماتبلغ قیمته خمسة دراهم من غیر الاناء لم یجز فی قولهم لتقوم الجودة عند المقابلة بخلاف الجنس کذا فی المعراج نہر اھ ملخصاً جب یہ قاعدہ معلوم ہو گیا تو اب ان دو صورتوں

marfat.com

کی مثالیں بھی واضح ہوگئیں مثلاً ایک شخص کے پاس ۷۰ تولے سونا ہے اور ۶۱ تولے چاندی کا
گہنا ہے جو بوجہ صناعی چوگنی قیمت کا ہے اس میں ۵۲ تولے چاندی تو نصاب کامل ہوگئی
۹ تولے بچی وہ عفو نظر آتی ہے اسے بلحاظ قیمت سونے سے ملایا تو یہ ۹ تولے بسبب صنعت
۳۶ تولے کی قیمت میں ہے جس کا ۱۰ تولے سونا ہوا کہ خمس نصاب زر ہے تو ایک نصاب
سیم اور ایک نصاب و خمس نصاب زر کی زکوٰۃ واجب ہوئی اور عفو کچھ نہ بچا اور اسی صورت
میں ۶۲ تولے چاندی ہے تو ماشہ بھر سونا کہ اس ۶ ماشے چاندی کی قیمت ہو عفو رہے گا کما لا
یخفے واللہ تعالےٰ اعلم شرح ضابطۂ ثانیہ ملاحظۂ جدول سے یہ بھی کھلا ہوگا کہ دونوں
جانب مقدار قابل ضم ہونے کی تین صورتیں بھی عند البسط چار ہوگئیں یعنی چاندی سونا دونوں غیر
نصاب یا دونوں نصاب مع العفو یا چاندی غیر نصاب اور سونے میں عفو یا سونا غیر نصاب اور
چاندی میں عفو۔ پھر ہر صورت چھ حال سے خالی نہیں (۱) یہ کہ بعد ضم بھی اصلاً زکوٰۃ نہ بڑھے
یعنی خواہ قابل ضم چاندی کو سونا کیجئے یا قابلِ ضم سونے کو چاندی کسی طرح یہ مقدار موجب زکوٰۃ
نہ ہو اس صورت میں وہ عفو حقیقی رہے گا مثلاً ایک شخص ۲۰ تولے چاندی اور ایک تولے
سونے کا مالک ہے چاندی کو سونا کیجئے تو کل سونا ایک تولہ ۱۰ ماشے ہوا اور سونے کو چاندی
تو کل چاندی ۴۴ تولے نہ اتنا سونا موجب زکوٰۃ نہ اتنی چاندی (۲) سونے کو چاندی کیجئے
تو نصاب بنے اور چاندی کو سونا کیجئے تو نہ بنے مثلاً ۱۰ تولے چاندی ۵ تولے سونا ہے سونے
کو چاندی کیا تو کل چاندی ۱۳۰ تولے ہوئی کہ دو نصاب کامل اور دو نصاب خمس اور ۴
تولے عفو ہے اور چاندی کو سونا کیا تو کل ۵ تولے ۵ ماشے سونا ہوا کہ نصاب تک بھی نہ پہنچا
لہذا سب کو چاندی ٹھہرائیں گے (۳) اس کا عکس کہ چاندی کو سونا کرنے سے نصاب بنے
اور سونے کو چاندی کرنے سے نہ بنے مثلاً ۷ تولے ۷ ماشے سونا اور ۵۰ تولے چاندی ہے
۷ تولے سونا تو نصاب کامل ہو کر الگ ہوگیا بچا ایک ماشہ سونا اُدھر وہ عفو ہے اور اِدھر
۵۰ تولے چاندی یہ بے نصاب ہے انہیں دونوں کا باہم میل ہونا ہے اب اگر ماشے بھر سونے

marfat.com

کو چاندی کرتے ہیں تو کُل چاندی ۵۲ تولے آتی ہے یہ نصاب بھی نہ ہوئی اور چاندی کو سونا کرتے ہیں تو یہ کُل سونا ۲ تولے ۲ ماشے ہوتا ہے کہ ۱۔ تولہ نصاب خمس ہو کر موجب زکوٰۃ ہوگا اور باقی ۸ ماشے عفو رہے گا (۴) دونوں سے نصاب بنے مگر چاندی فقرا کے لئے انفع ہو مثلاً ۷ تولے سونا ۴۲ تولے چاندی کہ سونا کیجئے تو ۸ تولے ۹ ماشے ہوا ۷۔ تولے پر زکوٰۃ اور ۱۔ تولہ عفو تو صرف ۲ ماشے سونا دینا ہوگا جس کی قیمت ۴۔ تولہ چاندی اور چاندی کیجئے تو ۱۴۰ تولے ہوئی کہ پوری چار نصاب بلا عفو ہے جس پر ۵ تولے چاندی واجب تو چاندی کرنے میں فقرا کو ۹ ماشے چاندی زیادہ ملے گی (۵) سونا انفع ہو جیسے ۷ تولے سونا ۴۸ تولے چاندی کہ چاندی کیجئے تو چار نصاب کامل کے بعد ۶ تولے عفو رہے گی اور صرف ۵ تولے چاندی دینی ہوگی جس کی قیمت ۲ ماشے ۵ سرخ سونا اور سونا کیجئے تو پورا ۹ تولے ہوا ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس بلا عفو ہے جس پر ۲ ماشے ۵ ۳/۵ سرخ سونا واجب تو سونا کرنے میں فقرا کو ۳/۵ سرخ سونا زیادہ جائے گا۔ (۶) دونوں یکساں ہوں مثلاً فرض کیجئے تولہ بھر سونے کی قیمت ۱۲ تولے چاندی ہے اور یہ شخص ۴۲ تولے چاندی ۵۔ تولے سونے کا مالک ہے اگر چاندی کو سونا کرتے ہیں تو ۷۔ تولے یعنی ایک نصاب کامل ہوا جس پر ۲ ماشے سونا قیمتی ۳ تولہ ۱۱ ماشے ۲ سرخ چاندی کا واجب ہوا اور سونے کو چاندی کیجئے تو ۱۰۵ تولے ۶ ماشے چاندی یعنی تین نصاب کامل ہوئی جس پر ۳ تولے ۱۱ ماشے ۲ سرخ چاندی قیمتی ۲ ماشہ سونے کی واجب ہوئی ہر طرح حاصل ایک ہی رہتا ہے اس صورت میں مزکی کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں جس سے چاہے تقویم کرے بشرطیکہ دونوں رواج میں یکساں ہوں ورنہ رائج تر متعین ہوگا اس ضابطہ کی چار صورتوں میں ان چھ حالتوں کو ضرب دیجئے تو چوبیس ہوتی ہیں جس کے امثلہ کی پوری تفصیل موجب تطویل اور جبکہ ہم ہر صورت کی ایک مثال لکھ چکے وضوح مسئلہ بحمداللہ اپنے منتہی کو پہنچا جس کے بعد زیادہ اطالت کی حاجت نہیں اب بحمداللہ یہ دستور العمل کامل و مکمل ہو گیا کہ عالم میں کوئی اختلاط زر وسیم ان ۲۷ صورتوں سے خارج نہیں ہو سکتا ایک صورت دونوں

marfat.com

جانب کمالِ نصاب بلاعفو کی اور ۱۲ صورتیں ضابطۂ اولی اور ۲۴ ضابطۂ ثانیہ کی اور دو
صورتیں کہ صرف چاندی کا مالک ہو یا صرف سونے کا ان کے احکام مسئلہ ثانیہ میں واضح
ہو چکے اُنتالیس ہوئیں چالیسویں صورت کہ سونا چاندی کچھ نہ رکھتا ہو اس کا حکم خود واضح۔
اب یہ مسائل بحمداللہ تعالیٰ تمام صور کے بیان احکام کو کافی ووافی ہو گئے انہیں سے آیندہ کی
زیادت ونقصان کے احکام نکل آئیں گے کہ آخر بڑھ کر انہیں سینتیس ۳۷ صورتوں سے ایک
میں رہے گا غایت یہ کہ تبدیل صورت ہو جائے مثلاً پہلے جو مال تھا ضابطۂ اولی کی صورت
یکم پر تھا اب بڑھ کر ضابطۂ ثانیہ یا اولے کی دوم یا اول الصور پر ہو گیا وعلی ہذا القیاس۔
یوں ہی گھٹ کر ۴۰ صورتوں سے باہر نہ جائے گا تو کوئی حکم ایسا نہیں جسے یہ مسائل نہ بتائیں۔
زیادت ونقصان میں کہاں زکوٰۃ گھٹے بڑھے گی کہاں نہیں یہ مسئلہ ثانیہ وثالثہ سے دیکھ لیجئے۔
امید کرتا ہوں کہ یہ شرح وایضاح بحول الفتاح اسی تحریر فقیر کا حصۂ خاصہ ہو والحمد للہ
رب العلمین۔ **اب صورت جزئیہ مسئول عنہا کا حکم** نکالنا کتنی بات ہے ۶۸
تولے ۲ ماشے سونا نکلا اور ۱۴۱ ۳ تولے چاندی اول ہر ایک کی نصابیں الگ نکال لیجئے ۶۸ تولے
۲ ماشہ میں سونے کی ۹ نصابیں کامل ہوئیں جن پر ایک تولہ ۸ ماشہ ۲ سرخ سونا واجب ہوا
اور ۸ ماشے فاضل بچا کہ اپنی نصاب میں عفو ہے ۱۴۱ ۳ تولے میں ۳۱۵ تولے کی چھ نصابیں کامل
جن پر ۷ تولے ۱۰ ماشے ۴ سرخ چاندی واجب اور ۲۶ تولے کی دو نصاب خمس ہوئیں جن پر
۶ ماشہ ۲ ۴/۵ سرخ واجب ان کا مجموعہ ۸ تولے ۴ ماشے ۶ ۴/۵ سرخ ہوا اور مال میں ۵ تولے
چاندی فاضل رہی کہ اپنی نوع میں عفو ہے اب یہ صورت ضابطۂ ثانیہ کی ہوئی کہ دونوں
جانب ایک رقم عفو قابل ضم موجود ہے اس میں اُن چھ حالتوں کی جانچ باقی رہی چاندی کو
سونا کیجئے تو ۵ تولے چاندی عام نرخ سے اس قابل نہیں کہ ۱۰ ماشے سونے کی قیمت کو پہنچے جو اس
۸ ماشہ سے مل کر خمس نصاب ذہب یعنی ۱ تولہ سونا بنائے اور زکوٰۃ واجب کرے اب سونے کو
چاندی کیجئے تو آج کل کے بھاؤ[1] سے ۸ ماشہ سونا بیشک ۱۶ تولے چاندی سے کچھ زیادہ ہی کا ہے

[1] نرخ باختلاف امصار بھی مختلف ہوتا ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

تو وہ اس ۵ تولے چاندی سے ملکر ۱۲ تولے چاندی مع شیئے زائد ہوگا یہ دو نصاب خمس اور حاصل ہوئیں جن پر ۶ ماشے ۲ ۴/۵ سرخ چاندی اور بڑھی تو یوں ہی کریں گے اور ۶۸ تولے سونے ۱۴۱ تولے چاندی پر ا تولہ ۸ ماشہ ۲ سرخ سونا اور ۴ تولے ۱۱ ماشے ۴/۵ سرخ چاندی واجب مانیں گے ۴/۵ سرخ کے معنی رتی کے چار خمس جسے تقریباً ایک رتی چاندی کہئے یہ عام بھاؤ کے اعتبار سے ہے اور اگر بوجہ صنعت نفس مال کے کوئی قیمت بڑھ گئی ہو تو اس کا حساب، مالک کو معلوم ہو گا اس کے لئے وہ قاعدہ ضروریہ واجب الحفظ ہم اوپر لکھ ہی چکے۔ غرض للّٰہ الحمد والمنّہ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے بتوفیق المولی سبحانہ وتعالےٰ ان مسائل کو ایسی شرح وتکمیل وبسط جلیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ شاید اُن کی نظیر کتب میں نہ ملے امید کرتا ہوں جو شخص ان سب کو بغور کامل۔۔۔ سمجھ لے گا وہ ہزارہا مسائل زکوٰۃ کا حکم ایسا بیان کرے گا جیسے کوئی عالم محقق بیان کرے جن مسائل میں فقیر نے آج کل کے بعض مدعیان فقاہت وتحدیث بلکہ امامت فنون فقہ وحدیث کو فاحش غلطیاں کرتے دیکھا کم علم آدمی جو ان تحریرات فقیر کو بہ نہج احسن سمجھ لے گا انشاء اللہ تعالےٰ بے تکلف صحیح وصاف ادا کرے گا مگر حاشا ہر گز اُردو زبان جان کر اپنی فہم پر قناعت نہ کرے کہ نازک یا غور طلب بات جو آدمی کی اپنی استعداد سے ورا ہو کسی زبان میں کیسی ہی واضح ادا کی جائے پھر نازک ہے بلکہ واجب کہ کسی عالم کامل سے ان مسائل کو پڑھ لے تاکہ بحول اللہ تعالےٰ اس باب میں خود عالم کامل ہو جائے واستغفر اللہ العظیم الاعظم مما جری علی لسان القلم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد النبی الاکرم واٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اگر وہاں ۸ ماشے سونا ۱۶ تولے چاندی سے کم کا ہو تو نصب فضہ میں ایک نصاب خمس کم ہو جائے گی جس کے سبب مقدار واجب سے ۳ ماشہ ۱ ۱/۵ سرخ چاندی گھٹا دیں گے ۱۲ منہ

مسئلہ سابعہ

صیحح تعداد زکوٰۃ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے جو ہر سال مقدار واجب سے کم زکوٰۃ میں دیا گیا ہے وہ محسوب زکوٰۃ ہوا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب بیشک محسوب ہوا کہ ادائے زکوٰۃ کی نیت ضرور ہے مقدار واجب کا صحیح معلوم ہونا شرائط صحت سے نہیں غایت یہ کہ ایک جزء واجب کے ادا میں تاخیر ہوئی اس سے مذہب راجح پر گناہ سہی زکوٰۃ مؤدی کی نفی صحت تو نہیں والامر بین غنی عن التبیین پس ہر سال جتنا زکوٰۃ میں دیا وہ قطعاً ادا ہوا اور جو باقی رہتا گیا وہ اس پر دین ہوتا گیا حتی کہ اگر کسی نصاب سے معاف ہو جائے گا تو اسی قدر مقدار واجب گھٹ جائے گی۔ تشریح اس کی یہ ہے دین عبد یعنی بندوں میں جس کا کوئی مطالبہ کرنے والا ہو اگرچہ دین حقیقۃً اللہ عزوجل کا ہو جیسے دین زکوٰۃ جس کا حق مطالبہ بادشاہِ اسلام اعز اللہ نصرہ کو ہے) انسان کے حوائج اصلیہ سے ہے ایسا دین جس قدر ہوگا اتنا مال مشغول بحاجت اصلیہ قرار دے کر کالعدم ٹھہرے گا اور باقی پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر بقدر نصاب ہو مثلاً ہزار روپے پر حولان حول ہوا اور اس پر پانسو قرض ہیں تو پانسو پر زکوٰۃ آئے گی اور ساڑھے نوسو دین ہے تو اصلا نہیں کہ باقی قدر نصاب سے کم ہے۔ درمختار میں ہے لازکوٰۃ علی مدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائدان بلغ نصاباً اسی میں ہے فارغ عن دین لہ مطالب من جہۃ العباد سواء کان للہ تعالٰی کزکوٰۃ وخراج اوللعبد الخ ردالمحتار میں ہے المطالب ھنا السلطان تقدیرا لان الطلب لہ فی زکوٰۃ السوائم وکذا فی غیرھا لم یبطل حقہ عن الاخذ اھ ملخصاً وایضاحہ فیہ یوں ہی دو سو چالیس درم شرعی کہ ایک نصاب کامل و ایک نصاب خمس ہے رد دو سو درم کی ۵۲۔ تولے چاندی

ہوئی اور چالیس کی -۱- تو ۲۴۰ ان پر چھ درم شرعی زکوٰۃ کے واجب اگر مالک جہلاً یا سہواً یا عمداً ہر سال پانچ درم[لہ] دیا کیا تو سال اول ایک درم زکوٰۃ کا اُس پہ دین رہا دوسرے سال وہ گویا دو سو اُنتالیس[۲۳۹] ہی درم کی جمع رکھتا ہے کہ ایک درم مشغول بہ دَین ہے تو نصاب خمس کہ دو سو کے بعد چالیس درم کامل تھی جاتی رہی اور اس سال صرف دو سو درم کی زکوٰۃ یعنی پانچ ہی درم واجب ہوئے پس وہ جب تک ایک درمِ مذکور ادا نہ کرے یا سال تمام پر اُس کی حاجت سے فارغ ایک درم اور جمع نہ ہو جائے جب تک اُس پہ یہی پانچ درم واجب ہُوا کریں گے البتہ ادائے دَین زکوٰۃ کی تاخیر سے گنہگار ہوگا اور یہ گناہ اصرار کے بعد کبیرہ ہو جائے گا والعیاذ باللہ تعالےٰ اور اگر صورت مذکورہ میں فرض کیجئے کہ وہ ہر سال ایک ہی درم دیتا رہا تو سال اوّل اُس پہ پانچ درم زکوٰۃ کے دین رہے سال دوم میں گویا صرف دو سو پینتیس[۲۳۵] جمع ہیں اس سال وہی پانچ ہوئے اور دیا ایک ہی تو اب چار اور قرض ہو کر نو درم دین ہو گئے۔ تیسرے سال تیرہ چوتھے میں سترہ یوں ہی ہر سال دین زکوٰۃ میں چار چار بڑھتے جائیں گے اور واجب وہی پانچ ہوتے رہیں گے کہ دو سو سے دو سو اُنتالیس تک پانچ ہی درم ہیں جب سال دہم میں اکتالیس درم دین ہو جائیں گے تو گیارہویں سال اُس پر زکوٰۃ ہی نہ ہوگی کہ جمع صرف ایک سو ننانوے ٹھہریں گے کہ نصاب سے کم ہیں سال یازدہم بھی اگر اُس نے ایک درم حسب دستور دے دیا تو پھر پانچ درم واجب ہو جائیں گے کہ اب دین میں صرف چالیس درم رہے اور دو سو پورے جمع قرار پائے وعلیٰ ہذا القیاس۔ غرض سنین ماضیہ میں کم دینے والا اس نفیس حساب کو خوب سمجھ کر جتنا دین اُس کے ذمے نکلے فی الفور ادا کرے ردالمحتار میں ہے لو کان له نصاب حال علیه حولان ولم یزکیه فیهما لا زکوٰۃ علیه فی الحول الثانی واللہ تعالیٰ اعلم۔

لہ یعنی اپنی آمدنی سے دیتا رہا اور جمع اُسی قدر قائم رہی نہ کم ہوئی نہ زائد ۱۲ منہ

marfat.com

marfat.com